مسلمان عورت

جنت اور جہنم کے دوراہے پر

تالیف

مرزا عمران حیدر

نعمان پبلیکیشنز

درخواست برائے خصوصی دعا

والدین مرحومین

مسز آصف صاحبہ

فہرست مضامین

تقریظ		۶
مقدمہ		۱۰
خواتین کے لیے جنت کا حصول انتہائی آسان		۱۳
خواتین کے لئے جنت کی نعمتیں		۱۴
جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ		۱۹
نیک عورت کی صفات		۲۲
چند جنتی خواتین		۲۳
جنتی خواتین کی علامات		۲۴
خواتین کی اکثریت کا ٹھکانہ		۲۵
جہنم میں جانے کے اَسباب		۳۲
والدین کی نافرمانی		۳۲
شوہر کی نافرمانی		۳۴
کثرت سے لعن طعن کرنا		۳۶
لعنت کس طرح جہنم میں داخلے کا سبب ہے؟		۳۸
لعنت کرنے کی جائز صورتیں		۳۹
نفس کا غلبہ اور نقصان عقل ودین		۴۱
جہنم سے بچنے کی صورتیں		۴۲
عبادات کی ادائیگی		۴۲
شوہر کے حق کو پہچاننا		۴۲
شوہر کی زیادہ شکایتیں نہ کرنا		۴۳

شوہر کی اطاعت کرنا		۴۴
کثرت سے صدقہ کرنا		۴۶
اللہ کے ذکر کے ذریعے زبان کو کنٹرول کرنا		۴۶
شوہر کی طرف سے ملنے والی نعمتوں پر شکر ادا کرنا		۴۶
جنت کی نعمتوں کو پیش نظر رکھنا		۴۶
اللہ کے عذابوں کو یاد کرنا		۴۶
صحابیات اور نیک سیرت خواتین کے.....		۴۷
کثرت سے استغفار کرنا		۴۷
جہنم کا ایک جائزہ		۴۸
وہ عورتیں جن پر جنت حرام ہے		۵۶
مشرک		۵۶
بظاہر لباس پہنے ہوئے برہنہ خواتین		۵۷
بدکارہ عورت		۶۲
نوحہ اور بین کرنے والی		۶۸
ماتم کرنا، راستہ روک کر تعزیت کے لئے بیٹھ جانا		۶۹
فوتگی پر لواحقین کے لئے کرنے کے کام		۷۱
وہ خواتین جن پر لعنت کی گئی ہے		۹۳
قبروں کی زیارت کرنے والی		۹۳
مردوں کی مشابہت کرنے والی		۹۳
اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنے والی		۹۳
چند جہنمی خواتین		۹۹
چند اشکالات کا جائزہ		۱۰۷

تقریظ

انسانی تمدن کی پوری تاریخ گواہ ہے کہ اسلام سے قبل عورت کا وجود دنیا میں گناہ، ذلت اور شرم کا وجود تھا۔ بیٹی کی پیدائش باپ کے لئے موجب ننگ وعار تھی، سسرالی رشتے ذلیل رشتے سمجھے جاتے تھے۔ کئی قبائل میں اس ذلت سے بچنے کے لئے لڑکیوں کو قتل کر دینے کا رواج عام ہو گیا ہے۔ عورت سے یہ سلوک صرف جزیرہ عرب میں نہیں بلکہ دنیا کے اس وقت کے تمام نام نہاد مہذب معاشروں میں بھی تھا۔ یونان میں افلاطون نے عورت اور مرد کے مساوات کا دعویٰ تو کیا تھا لیکن یہ محض زبانی تعلیم تھی۔ وہاں پر عورت کی حیثیت بے بس غلام کی سی تھی۔ اور مرد کو اس معاشرے میں ہر اعتبار سے فوقیت حاصل تھی۔ روم کے ابتدائی دور میں عورت کی حیثیت کو تھوڑا بہت تسلیم کیا جاتا تھا لیکن کچھ مدت کے بعد حالات نے پلٹا کھایا تو باپ اور شوہر کو یہ اختیارات مل گئے کہ وہ عورت کو جب چاہیں گھر سے نکال دیں بلکہ شوہر تو بیوی کو قتل تک کر سکتا تھا۔ یہودیت ہمیں بتاتی ہے کہ عورت ناپاک وجود ہے اور اس کائنات میں معصیت اسی کے دم سے ہے۔ عیسائیت کے پس منظر میں چونکہ یہودی نظریات تھے اسی لیے مسیحی تصور بھی کم وبیش یہی رہا۔ عیسائی پادریوں کے ہاں مدتوں یہ سوال زیر بحث رہا کہ آیا عورت انسان بھی ہے یا نہیں؟ اور خدا نے اس کو روح بھی بخشی ہے یا نہیں؟ ہندو مت میں ویدوں کی تعلیم کا دروازہ عورت کے لئے بند تھا۔ ستی کی رسم اس بات کا ثبوت ہے کہ ہندو معاشرے میں عورت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ایران، مصر، بابل اور تہذیب انسانی کے دوسرے مراکز کا بھی قریب قریب یہی حال تھا۔ صدیوں کی محکومی وغلامی اور عالمگیر حقارت کے برتاؤ نے خود عورت کے ذہن سے بھی عزت

نفس کا احساس مٹا دیا تھا۔ وہ خود بھی اس اَمر کو بھول گئی تھی کہ وہ کوئی حق لے کر پیدا ہوئی ہے یا اس کے لیے بھی عزت کا کوئی مقام ہے؟

اس ماحول میں جس مذہب نے نہ صرف قانونی اور عملی حیثیت سے بلکہ ذہنی حیثیت سے بھی انقلاب برپا کیا وہ اسلام ہے۔ اس نے عورتوں کی عزت اور اس کے حق کا تخیل انسانوں میں پیدا کیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے دنیا کو بتایا کہ عورت بھی ویسی ہی انسان ہے جیسا مرد ہے۔

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً﴾ (النساء:۱)

اور خدا کی نظر میں عورت و مرد کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

﴿لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ﴾ (النساء: ۳۲)

ایمان اور عمل صالح کے ساتھ روحانی ترقی کے جو درجات مرد کو مل سکتے ہیں وہی عورت کے لئے بھی کھلے ہوئے ہیں۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

یہ وہ انقلاب ہے جس کی بنا پر اسلامی سوسائٹی میں عورت کو وہ بلند حیثیت حاصل ہوئی جس کی نظیر دنیا کی کسی سوسائٹی میں نہیں پائی جاتی۔

لیکن موجودہ دور میں مغربی تہذیب کی مسلسل یلغار اور غلط نظام تعلیم کی وجہ سے مسلمانوں کے اندر ایک بڑی تعداد ایسی پیدا ہوئی ہے جو اپنے مذہب اور اپنی تہذیب سے بیگانہ ہوتی جا رہی ہے اور مغربی تہذیب وتمدن نے مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی شدت سے متاثر کرنا شروع کر دیا ہے۔ جب تک یہ خرابی صرف مردوں کے اَندر پھیل رہی تھی اُمت کی تباہی کا خطرہ اتنا زیادہ نہیں تھا۔ بچے اپنی ماؤں کی

آغوش میں تربیت پاتے تھے اور اسلامی شعائر کی پابندی کا درس لیتے تھے۔ مگر اب خواتین کے اندر دینی سے دوری اور مغربی تہذیب کے سرایت کر جانے سے بحیثیت ایک مسلمان قوم کے ہماری تباہی کا خطرہ عروج پر پہنچ رہا ہے اور یہ بات بہت باعث تشویش ہے کہ اگر ماں کی گود بھی بے دینی اور بے راہ رَوی سے محفوظ نہ رہی تو بچوں کے دین کی حفاظت اور ان کی معیاری تربیت کیسے ہو گی؟

برادرِ عزیز پروفیسر مولانا مرزا عمران حیدر صاحب نے موجودہ دور کی اس ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے خواتین کی اصلاح کے جذبے کے تحت اس اہم موضوع پر قلم اُٹھایا اور قرآن وسنت کی روشنی میں ان اُمور کی نشاندہی کی ہے جو ان کے دنیوی و اُخروی نجات کا ضامن بن سکتے ہیں اور ساتھ ہی ان اُمور کو بیان کر دیا ہے جو ان کے لئے دنیا و آخرت میں ذلت و عذاب کا سبب بن سکتے ہیں۔

دعا ہے کہ رب کریم مولف کی اس خدمت جلیلہ کو قبول فرمائے، اُمت کے لئے نفع مند بنائے اور ان کے لیے زاد آخرت بنائے۔ آمین

پروفیسر (مولانا) شاہ عماد الدین محمد ہاشمی

پرنسپل ایف.جی ڈگری کالج اٹک کینٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

ہندوستان کی طرح سرزمین عرب میں بھی عورت کا وجود ایک بوجھ سمجھا جاتا تھا۔ قرآن نے بتایا کہ بیٹی کی پیدائش پر ان کے چہرے مرجھا کر سیاہ ہو جاتے تھے۔ جس صنف نازک کی پیدائش پر صف ماتم بچھ جاتی ہو اس کی بقیہ زندگی کے کرب و الم کو سمجھنا مشکل نہیں ہے۔

دنیا کے افق پر سراج منیر ﷺ کے طلوع ہوتے ہی منظر بدل جاتا ہے۔ تئیس سال کے مختصر وقت میں دنیا نے انقلاب عالم کا وہ منظر بھی دیکھا کہ سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ان کی یتیم بچی کی پرورش کے متمنی تین افراد کھڑے ہیں۔ بالآخر ایک کی قدر افزائی کرتے ہوئے فیصلہ رسول اللہ ﷺ کو کرنا پڑا۔

ذلت سے عزت کے مقام پر پہنچانے والی اس شاہراہ کا نام 'اسلام' ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور راستے سے عزت کی توقع رکھنا خام خیالی ہے۔

ہر گزرتا دن ہمیں رسول اللہ ﷺ کے بابرکت دور سے دور لے جا رہا ہے۔ صدیوں کے سفر طے کرنے کے بعد اقوام عالم کی سیادت طاغوت کے ہاتھ میں ہے۔ تباہ حال خاندانی نظام کا حامل اور اخلاقی گراوٹ کی دلدل میں دھنسا ہوا یورپ او رمغرب اپنی اصلاح سے مایوس ہو چکا ہے۔ وہ اپنے سیاسی تسلط اور بے لگام میڈیا کے ذریعے یہ غلاظت پوری دنیا میں پھیلانا چاہتا ہے۔

غلامی کے گرداب میں پھنسی ہوئی امت مسلمہ شیطان اور اس کے آلہ کاروں کی دوہری زد میں ہے۔ کمزور ایمان کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنا مشکل ہے۔ زمین میں زندہ

در گور ہونے والی ایک مرتبہ تڑپ کر راحت پا لیتی ہے اور یہاں نہ زندگی ہے نہ موت۔ ’حقوق نسواں‘ اور ’آزادی نسواں‘ کے خوشنما اور پر فریب نعروں میں مسلمان عورت کو الجھایا جارہا ہے۔

پُر اعتماد شخصیت کے نام پر بد تمیزی اور آزادی کے نام پر بے لگام کا سبق پڑھانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ ترقی معکوس کا یہ سفر انہی اندھیروں کی طرف لے جارہا ہے جس تاریخ میں دور جاہلیت کے نام سے جانا جاتا ہے۔

اصلاح کا راستہ صرف ایک ہے جس کی طرف امام مالک نے رہنمائی فرمائی ہے۔

ولا يصلح آخر هذه الأمة إلا بما صلح به أولها

”اس امت کے بعد والوں کی اصلاح اسی طرح ہو گی جس طرح اس امت کے پہلے لوگوں کی ہوئی تھی۔“

جہان رنگ و بو کا نظام مرد و عورت کے باہمی اشتراک سے چل رہا ہے۔ شریعت اسلامیہ نے ہر ایک کے لئے دائرہ کار متعین کر دیا ہے، کرنے کے کام دو ہیں: پہلا یہ کہ اپنے دائرے کو پہنچاننا اور دوسرا یہ کہ اس دائرے کو کراس نہ کرنا۔

عصر حاضر کی چکا چوند روشنی آنکھوں کو خیرہ کر رہی ہے۔ دینی تعلیم اور دنیاوی تعلیم کی طاغوتی تقسیم کے ماحول میں پروان چڑھنے والی نسل پریشان و سرگراں ہے۔ اسلامی طرز زندگی اختیار کرنے کی کوشش کرنے والوں کو طرح طرح کے القابات اور رکاوٹوں کا سامنا ہے۔ بے دینی کے بدبو دار کلچر کو خوشنما اور دل آویز پیکنگ میں پیش کیا جارہا ہے۔ دور اندیشی کی نظر نہ رکھنے والی قومیں وقتی مصلحتوں کا شکار ہو کر فنا ہو جاتی ہیں اور وقتی مسائل کے تھپڑے کھا کر آخرت پر نظر رکھنے والے سرخرو ہوتے ہیں۔

مسلمان عورت کشمکش کا شکار ہے۔ اللہ اور رسول پر کامل ایمان رکھتے ہوئے اطمینان

بھری زندگی اسلام کے گوشہ عاطفیت میں گزار دے یا زمانے کی رو میں بہہ جائے۔

شریعت اِسلامیہ نے عورت کے لیے جنت کا حصول انتہائی آسان بنایا ہے۔ فرائض کی ادائیگی کے بعد وہ اپنے گھر کو سنبھالے تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھلے ہیں۔ جس سے چاہے داخل ہو جائے۔ اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے بعد دوسرا اہم کام ایسے کاموں سے بچنا ہے۔ جو اس کی محنت کو ضائع کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ لہٰذا اصل کام اپنی کی ہوئی محنت کو بچانا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ نیک اعمال بھی کیے اور بعد میں شریعت کے برعکس چلتے ہوئے انہیں ضائع کر دیا۔ محنت بھی کی اور ملا بھی کچھ نہ۔ اس لیے جہاں ہم نے جنت کے حصول کے ذرائع، جنتی عورتوں کی علامات اور ان کی مثالوں کو بیان کیا ہے وہاں قدرے تفصیل سے ان مسائل کو بیان کیا ہے جو جنت کی بجائے جہنم میں پہنچا دیتے ہیں اور خواتین کی بڑی تعداد لاعلمی میں یا معاشرے کے عمومی چلن کی تقلید کرتے ہوئے ان کا ارتکاب کر رہی ہے۔

جنتی اور جہنمی دونوں طرح کی خواتین کی عادات وخصائل، ان کی علامات اور نمائندہ خواتین کا تذکرہ ہمارے سامنے موجود ہے۔ ان میں سے کس طبقہ کی پیروی کرنی ہے۔ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا ﴾ (الدہر:۳)

”ہم نے اسے راستہ دکھا دیا (اب یہ اس کی مرضی ہے کہ وہ) شکر کرنے والا بنے یا کفر کرنے والا۔“

مسلمان عورت دوراہے پر کھڑی ہے ایک طرف جنت ہے، دوسری طرف جہنم۔

رحمۃ اللعالمین جو ہدایت کا راستہ امت کو دے کر گئے ہیں کہیں وہ چھوٹ نہ جائے۔ ایک درد دل رکھنے والی خاتون کے دل میں پیدا ہونے والا یہ جذبہ اور احساس

اس کتاب کی تالیف کا سبب بن گیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ جنہوں نے احساس کو کتاب تک منتقل کرنے کے جذبے کو عملی جامہ پہنایا۔

اس کتاب میں جو کوئی کمال ہے تو میرے اللہ کا انعام ہے اور اگر کوئی کمی کوتاہی یا غلطی ہے تو میری طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرمائے۔

میں خصوصی طور پر شکر گزار ہوں استاد محترم مولانا شفیق مدنی صاحب استاذ الحدیث جامعہ رحمانیہ و شیخ الحدیث جامعہ عبد اللہ بن مسعود اور پروفیسر مولانا شاہ عماد الدین محمد ہاشمی (پرنسپل ایف جی ڈگری کالج اٹک کینٹ) کا جنہوں نے کتاب کا حرف بحرف مطالعہ فرمایا اور متعدد مقامات پر رہنمائی فرمائی۔

میں ان تمام لوگوں کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تکمیل میں کسی بھی انداز سے تعاون کیا۔ اللہ رب العزت اس کوشش کو قبول فرمائے۔ امت کی اصلاح کا ذریعہ بنائے۔ میرے والدین، اساتذہ اور اہل خانہ کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ (آمین) وماتوفیقی الا باللہ

مرزا عمران حیدر

لیکچرر ایف جی ڈگری کالج اٹک

خواتین کے لیے جنت کا حصول انتہائی آسان

اسلام قبول کرنے کے بعد جو انسان بھی شریعت پر عمل کرتے ہوئے حالت ایمان پر فوت ہوا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں بھری جنت کا وارث بنائیں گے۔ مرد و عورت دونوں اس میں برابر ہیں، دونوں کو اپنے اپنے دائرہ کے اندر رہتے ہوئے ذمہ داریاں ادا کرنی ہیں۔ مرد پر خاندان کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے زیادہ ذمہ داریاں عائد ہیں اور عورت پر نسبتاً کم وہ ان محدود ذمہ داریوں کی ادائیگی سے جنت کی مستحق قرار پائے گی۔ حدیث مبارکہ ہے:

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: «إذا صلت المرأة خمسها وصامت شهرها وحصنت فرجها وأطاعت بعلها دخلت من أي أبواب الجنة شاءت »[1]

"سیدنا ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: جب عورت پانچ نمازیں پڑھے، رمضان کے مہینے کے روزے رکھے، اپنی عصمت کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔"

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے عورت سے فرائض کی ادائیگی پر جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔ ارکانِ اسلام میں سے پہلا رکن کلمہ طیبہ کا اقرار ہے۔ اس کے بغیر تو اسلام کا وجود ہی نہیں۔ زکوۃ کو اس لیے بیان نہیں کیا کہ ہر عورت صاحبہ نصاب نہیں ہوتی، اور اسی عورت پر زکوۃ واجب ہوگی جس کے پاس نصاب کے برابر مال موجود ہے

---

۱ صحیح ابن حبان: ۴۱۶۳، اس معنی کی ایک حدیث مسند احمد: ۱۶۸۳ میں عبد الرحمن بن عوف کے طریق سے مروی ہے۔

اسی طرح حج بھی صرف صاحب استطاعت پر ہی فرض ہے۔

شریعت نے نمازِ باجماعت مسجد جا کر پڑھنا، نمازِ جمعہ ادا کی ادائیگی، جہاد، اجتماعی نظم ونسق چلانا اور گھر کی مالی ضروریات پوری کرنا صرف مرد پر فرض کیا ہے۔ اگر وہ ضرورت کے وقت ان میں سے کوئی دینی فریضہ سرانجام دیتی ہے تو یہ اس کے لیے بلندی درجات اور اجر وثواب کا سبب بنے گا۔ اعمال کے بجالانے میں عورت کی بنیادی ذمہ داریاں اس حدیث طیبہ میں بیان کر دی گئی ہیں اور وہ ان پر عمل پیرا ہو کر آسانی سے جنت کی وارث بن سکتی ہے۔ اب اسے صرف ان امور سے بچنا ہے جو اسے جنت سے دور کر کے جہنم میں پہنچا دیں یا جن کاموں سے ناراض ہو کر اللہ اور اس کے رسول نے لعنت کی ہے۔ ان کاموں سے بچنے کی کوشش کرے۔ اپنی نعمتوں والے باغات کی مہمانی سے اللہ تعالیٰ اسے نوازیں گے۔

خواتین کے لئے جنت کی نعمتیں:

قرآن وحدیث میں عموماً مردوں کو مخاطب کیا گیا ہے اس خطاب میں خواتین بھی شامل ہیں مثلاً مردوں کو نماز کا حکم دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ ﴿و أقيموا الصلوٰة﴾ ''تم نماز قائم کرو۔'' اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ نماز کا حکم صرف مردوں کے لئے ہے، خواتین اس سے مستثنیٰ ہیں بلکہ اس حکم میں عورتیں بھی شامل ہیں خواتین اپنے حالات اور مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے نماز ادا کریں گی۔

اس سے یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ قرآن وسنت میں مردوں سے جن انعامات کا وعدہ کیا گیا ہے وہ تمام انعامات جنتی خواتین کے لئے بھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾﴾ (النساء:۱۲۴)

”جو مؤمن مرد و عورت نیک اعمال کرے گا تو یہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور کھجور کی گٹھلی کے شگاف کے برابر بھی ان کا حق نہیں مارا جائے گا۔“

خواتین کو اس بارے میں زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ جنت میں انہیں کیا ملے گا قرآن وحدیث میں مذکور جنت کے تمام انعامات مرد و عورت دونوں کے لئے ہیں خواتین کو ان کا مطالعہ کر کے ان کو حاصل کرنے کے لئے ایسے اعمال بجا لانے کی کوشش کرنی چاہیے جو انہیں جنت کا حقدار بنا دیں۔ اللہ رب العزت جنت میں تمام مسلمانوں کی جملہ خواہشات پوری فرمائیں گے۔

﴿وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ ۖ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٧١﴾﴾ (الزخرف:۷۱)

”ان کی جی جس چیز کی خواہش کریں اور جس سے ان کی آنکھیں لذت پائیں سب وہاں ہو گا اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین کھانے، دودھ اور شہد کی نہریں، موتی کے بنے ہوئے محلات، بالا خانے، نرم و گداز تکیے اور بستر، ریشم کے لباس، سونے، چاندی کے برتن میں یہ تمام نعمتیں جنتی کو خواتین کو حاصل ہوں گی وہ جنت کی کسی نعمت اور سہولت میں مردوں سے کم نہیں ہو گی۔“

جنتی خواتین کے شوہر

جنت میں کوئی بھی اکیلا نہیں ہو گا، مردوں کی بیویاں اور عورتوں کے شوہر ان کے ساتھ ہوں گے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«ما في الجنة عزب»[1] ”جنت میں کوئی بھی اکیلا نہیں ہو گا۔“

شادی بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے ہر جنتی کو یہ نعمت حاصل ہو

---

[1] صحیح مسلم: ۲۸۳۴

گی جو لوگ دنیا میں میاں بیوی ہیں اور دونوں مسلمان فوت ہوئے تو جنت میں بھی اکٹھے ہی ہوں گے، وہ خواتین جو شادی سے پہلے فوت ہو گئیں یا ان کو طلاق ہو گئی یا ان کا شوہر جنت میں داخل نہیں ہو گا، تو دوسری طرف کچھ مرد بھی ایسے ہوں گے جو شادی سے پہلے فوت ہو گئے یا انہوں نے طلاق دے دی یا ان کی بیوی جنت میں داخل نہیں ہو گی تو اللہ کی جنت میں ایسے لوگوں کا آپس میں نکاح کروا دیں گے۔

جس عورت کا دنیا میں شوہر فوت ہو گیا اور اس نے دوبارہ نکاح کر لیا تو جنت میں یا تو اسے اختیار دیا جائے گا کہ دونوں میں سے جس کو چاہے شوہر منتخب کر لے یا پھر وہ آخری شوہر کی بیوی ہو گی۔

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ بسا اوقات میاں بیوی ایک دوسرے سے مذاق کرتے ہوئے کہتے ہیں: جنت میں بھی تم سے پالا پڑے گا یا جنت میں بھی تمہیں بھگتنا پڑے گا اس قسم کے جملے کہنا درست نہیں ہیں، جنت میں نفرت، عداوت، بغض، کینہ نہیں ہو گا۔ شکل وصورت یا کوئی اور کمی دنیا جیسی نہیں ہو گی ہر شوہر بہترین شہور اور ہر بیوی بہترین بیوی ہو گی اگر ہم اپنے شوہر یا بیوی سے محبت کرتے ہیں تو دنیا میں نیکی اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کے معاون بن جائیں۔ صحیح عقیدہ اور اعمال صالحہ کرنے پر زور دیں شوہر یا بیوی کوئی ایسا کام کر رہے ہیں جو اسے جنت سے دور لے جا رہا ہے یا اس پر اللہ اور اس کے رسول نے ناراضگی کا اظہار کیا ہے تو اسے ایسے کام سے روکنے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں ایک دوسرے کو خوش کرنے کے لئے کسی حرام کام کے نزدیک بھی نہ جائیں تاکہ جب اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوں تو ہمیشہ کے لئے یہ خوشیاں ہمارا مقدر بن جائیں۔

جنت کی حوریں:

اللہ رب العالمین نے صحیح عقیدہ اختیار کرنے اور اعمال صالحہ بجالانے کے اجر کے طور پر جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔ جنت کی بعض نعمتوں کا اس طرح سے تذکرہ فرمایا ہے، جنہیں پڑھنے اور

﴿وَحُوْرٌ عِيْنٌ ۙ﴿۲۲﴾ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُوءِ الْمَكْنُوْنِ ۚ﴿۲۳﴾﴾ (الواقعہ:۲۳،۲۴)

''اور موٹی موٹی آنکھوں والی حوریں ایسی ہیں جیسے چھپا کر رکھے ہوئے آبدار موتی۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ۚ﴿۵۸﴾﴾ (الرحمٰن:۵۸)

''گویا کہ وہ یاقوت اور مرجان ہیں۔''

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَأَتْهُ رِيحًا، وَلَنَصِيفُهَا عَلَى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا »[۱]

''اگر جنت کی عورت زمین کی طرح جھانک لے تو وہ زمین و آسمان کے درمیان ہر چیز کو روشن کر دے اور اسے خوشبو سے بھر دے اور اس کے سر کا دوپٹہ زمین اور اس کے سارے خزانوں سے زیادہ قیمتی ہے۔''

حوروں کے مقابلے میں شوہروں کا تذکرہ تفصیل سے کیوں نہیں؟

ایک سوال عموماً کیا جاتا ہے کہ جنت میں مردوں کو تو حوریں ملیں گی یا یہ کہ حوروں کے ذریعے مردوں کو جنت کی ترغیب دی گئی ہے عورتوں کو کس چیز سے ترغیب دی گئی

---

۱ صحیح بخاری:۲۷۹۶

ہے ان کے شوہروں کے اوصاف اور خوبیاں تفصیل سے کیوں نہیں بیان کئے گئے؟
شریعت اسلامیہ کا مطالعہ کرنے سے ہمیں اس سوال کا جواب مل جاتا ہے۔

① اللہ تعالیٰ نے عورت کی فطرت میں شرم وحیا رکھی ہے، لہٰذا ان کو اس چیز سے جنت کی رغبت نہیں دلائی جس سے ان کو حیا آتی ہے۔

② جس طرح مرد کی رغبت عورت کی طرف ہوتی ہے اسی طرح سے عورت کی رغبت مرد کی طرف نہیں ہوتی اس لیے عورتوں کے لئے مردوں کا تذکرہ نہیں کیا گیا۔

③ خواتین کو ان چیزوں کی رغبت دلائی گئی ہے جن میں وہ شوق کرتی ہیں حسن وجمال، جوانی، قیمتی لباس، زیورات اور شہور کی توجہ حاصل کرنا خواتین کو مرغوب ہے اور یہ سب کچھ انہیں جنت میں حاصل ہو گا۔

قرآن و حدیث میں حوروں کی جو صفات بیان ہوئی ہیں ان سے انداز ہوتا ہے کہ حوریں انتہائی حسین و جمیل، بے پناہ خوبصورتی کی مالک اور قیمتی ترین ملبوسات اور زیورات سے آراستہ و پیراستہ ہوں گی ان تمام اوصاف کے باوجود دنیا کی جنتی خاتون کے برابر نہیں ہو سکتی جنتی خاتون ان حوروں سے کہیں زیادہ خوبصورت اور زیادہ قیمتی لباس زیب تن کئے ہوئے گی۔ ام سلمہؓ نے جب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ دنیا کی عورتیں افضل ہوں گی یا جنت کی حوریں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«بل نساء الدنیا أفضل من الحور العین»[1]

"بلکہ دنیا کی عورتیں حور العین سے افضل ہوں گی۔"

جنت میں تمام خواتین اور جوان ہوں گی، بوڑھی عورتوں کو دوبارہ جوانی عطا کر دی جائے گی اور پھر وہ ہمیشہ جوان ہی رہیں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

۱ مجمع الزوائد: ۱۰/ ۴۱۷، ۴۱۸

إن الله تعالٰى إذا أو خلهن الجنة حولهن أبكارا [۱]

"اللہ تعالیٰ جن ان خواتین کو جنت میں داخل کرے گا تو دوبارہ کنوارہ بنا دے گا،
دوسرے حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ' جنت کی بعض نعمتوں کا تذکرہ اس طرح فرمایا: «ينعم لا يبئاس ولا تبلى ثيابه ولا يغني شبابه» [۲]
جو شخص بھی جنت میں داخل ہو گا وہ نعمتوں سے نوازا جائے گا، کبھی پریشان نہیں ہو گا اس کے کپڑے کبھی پرانے نہیں ہوں گے اور نہ ہی جوانی ختم ہو گی۔"

جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا تو جبرائیل علیہ السلام سے کہا:

فَذَهَبَ فَنظَرَ إِلَيها ثُمَّ جاءَ فَقالَ : أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لاَ يَسْمَعُ بِها أَحَدٌ إِلاَّ دَخلَهَا ثُمَّ حَفَّهَا بِالْمَكارِهِ ثُمَّ قَالَ : يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَذَهَبَ فَنظَرَ إِلَيْها ثُمَّ جاءَ فَقالَ : أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ لاَ يَدْخُلَهَا أَحَدٌ ». قَالَ : « فَلَمَّا خَلَقَ اللهُ النَّارَ قَالَ : يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا. فَذَهَبَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا ثُمَّ جاءَ فَقَالَ : أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لاَ يَسْمَعُ بِهَا أَحَدٌ فَيَدْخُلُهَا فَحَفَّهَا بِالشَّهَوَاتِ ثُمَّ قَالَ : يَا جِبْرِيلُ اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا. فَذَهَبَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا ثُمَّ جاءَ فَقَالَ : أَيْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ لاَ يَبْقَى أَحَدٌ إِلاَّ دَخَلَهَا » [۳]

"جنت کو ذرا دیکھو جب جبرائیل علیہ السلام نے جنت اور اس کی نعمتوں کو دیکھا تو آ کر کہا: اے میرے رب تیری عزت کی قسم! جو بھی ان (نعمتوں کے تذکرے) کو سنے گا

---

۱ صفة الجنة لابی نعیم: ص ۳۹۱
۲ صحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها
۳ سنن أبو داود: ۴۷۴۶

ضرور اس میں داخل ہو گا۔ پھر (اللہ تعالیٰ) اسے مکارہ (شریعت پر عمل کرتے ہوئے پیش آنے والی مشکلات) سے ڈھانپ دیا اور جبرائیل علیہ السلام سے کہا: اسے دیکھو! جبرائیل علیہ السلام نے اسے دیکھا تو آکر کہا: اے میرے رب تیرے عزت کی قسم! مجھے خوف محسوس ہو رہا ہے کہ اس میں کوئی بھی داخل نہیں ہو پائے گا۔"

اس حدیث میں مزید وضاحت کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ اسی طرح جہنم کی ہولناکیوں کو دیکھتے ہوئے جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ کوئی بھی اس میں داخل نہیں ہو گا اور اس جہنم کو خواہشات سے ڈھانپنا تو دیکھ کر کہا: مجھے ڈر ہے کہیں سب لوگ ہی نہ اس میں داخل ہو جائیں۔" (سنن ابوداؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں مسلمان کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔ یعنی مسلمان دنیا میں رہتے ہوئے اپنی خواہشات کا غلام بن کر من مانی نہیں کرتا بلکہ شریعت کی متعین کردہ حدود میں رہتے ہوئے کی کوشش کرتا ہے اور کافر کے جی میں جو آتا ہے پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جنت کی نعمتیں ایسی بے مثال ہیں کہ ان کی صرف تصور ہی کیا جا سکتا ہے، دنیا میں اس کا عشر عشیر بھی تلاش نہیں کیا جا سکتا البتہ ان کے حصول کے لئے اپنے عقائد اور اعمال کو سنوارنا ہو گا اور اس راستے میں آنے والی مشکلات کا خندہ پیشانی سے سامنا کرنا ہو گا۔ اپنی خواہشات کو دین اسلام کے تابع کرنا پڑے گا۔ شریعت کے برعکس دنیا کی دلکشی اور رنگینوں میں کھو جانے والے کا انجام جہنم دیا بتایا گیا ہے۔

وقتی لذت کی خاطر عاقبت خراب کرنے کی سے بچ جائیں اور دنیا کی مختصر زندگی کی وقتی پابندیاں ابدی نعمتوں کا پیش خیمہ بن سکتی ہیں۔

عورت سب سے قیمتی خزانہ ہے

عصرِ حاضر میں عورت اپنے آپ کو کم تر سمجھتے ہوئے مرد کے مساوی حقوق کے

حصول کے لیے سرگرداں ہے جب کہ اسلام نے عورت کو معزز مقام دیا۔شریعت اسلامیہ کی نظر میں نیک عورت دنیا کا بہترین اور سب سے قیمتی خزانہ ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:«الدنيا كلها متاع وخير متاع الدنيا المرأة الصالحة»[1]

"پوری دنیا سامان ہے اور دنیا کا بہترین سامان نیک عورت ہے۔"

اگر غور کیا جائے تو خواتین کی فضیلت کے لیے یہ ایک حدیث ہی کافی ہے۔اس حدیث میں دو باتیں زیادہ قابل غور ہیں۔

① بہترین خزانے کا اعزاز صرف نیک عورت کو حاصل ہے۔جو عورتیں نیک نہیں وہ اس اعزاز سے محروم ہیں۔لہٰذا خواتین کو نیک عورتوں کے اوصاف کا مطالعہ کر کے ان جیسا بننے کی کوشش کرنی چاہیے۔

② جو سامان جتنا قیمتی ہوتا ہے اس کی اسی قدر حفاظت کی جاتی ہے۔مثال کے طور پر گھر میں سب سے زیادہ حفاظت زیورات کی کی جاتی ہے۔انہیں انتہائی احتیاط سے پیک کر کے کسی محفوظ مقام پر رکھا جاتا ہے۔تاکہ وہ ضائع نہ ہونے پائیں۔اسی طرح رسول اللہ نے نیک عورت کو سب سے قیمتی قرار دیا ہے اور شریعت کی عورتوں سے متعلقہ جتنی بھی تعلیمات اور اَوامر ونواہی ہیں وہ سب کی سب مسلمان عورت کی حفاظت کے لیے ہیں تاکہ یہ متاع عزیز ضائع ہونے سے بچ جائے۔لہٰذا خواتین کو شرعی احکام میں نقائص تلاش کر کے ان پر نکتہ چینی کرنے کے بجائے ان کو اپنا محافظ سمجھنا چاہیے اور ان پر خوش دلی سے عمل پیرا ہونے کی کوشش کرنی چاہیے کہ اسی میں ان کی دنیا کی سرخروئی اور آخرت کی نجات کا سامان ہے۔

نیک عورت کی صفات

اللہ تعالیٰ نے نیک عورتوں کی حسب ذیل صفات بیان فرمائی ہیں:

---

۱ صحیح مسلم، کتاب الرضاع:۲٦٦٨

﴿فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلۡغَيۡبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾ (النساء:۳۴)

”نیک عورتیں وہ ہیں جو اطاعت شعار ہیں اور مردوں کے پیچھے اللہ کی حفاظت اور اس کی توفیق سے ان (شوہروں) کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں۔ اس بات کے بدلے جو اللہ نے ان کے حقوق کی حفاظت کی ہے۔“

دوسرے مقام پر چند صفات کا یوں تذکرہ کیا ہے:

﴿مُسۡلِمٰتٍ مُّؤۡمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّ اَبۡكَارًا﴾

”سچی مسلمان، ایمان والیاں، اطاعت گزار، توبہ گزار، عبادت گزار اور روزہ دار، خواہ شوہر دیدہ ہوں یا باکرہ۔“ (التحریم:۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی عورتوں کی علامات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

«ونساءكم من أهل الجنة الودود الولود العود على زوجها، التي إذا غضب جاءت تضع يدها في يد زوجها وتقول: لا أذوق غمضا حتى رضي»[1]

” تمہاری وہ عورتیں جنتی ہیں جو زیادہ محبت کرنے والی ہیں، بچے جننے والی ہیں، اپنے شوہر کی طرف آنے والی ہیں، ان کا شوہر جب ناراض ہوتا ہے تو وہ اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہتی ہے جب تک آپ مجھ سے راضی نہیں ہوتے تب تک میں آنکھ نہیں جھپکوں گی، یعنی آرام نہیں کروں گی۔“

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا:

أي النساء خير؟ قال: «التي تسره إذا نظر، تطيعه إذا أمر، ولا تخالفه في نفسها وماله بما يكره»[2]

---

۱ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی:۲۸۷

۲ صحیح سنن النسائی:۳۰۳۰

"بہترین عورت کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ عورت جس کا شوہر اسے دیکھ کر خوشی محسوس کرے، جو اپنے شوہر کے حکم کے مطابق چلے اور وہ اپنی ذات اور اس کے مال کے بارے میں اس کی ناپسندیدہ چیزوں کو اختیار کر کے اس کی مخالفت نہ کرے۔"

چند جنتی خواتین

ایک مسلمان عورت کو ان خواتین کو نمونہ اور رول ماڈل بنانا چاہیے جنھیں قرآن وحدیث میں جنتی بتایا گیا یا جن کے اوصافِ حمیدہ بیان کیے گئے۔اسی طرح صحابیات اور امت کی نیک خواتین کے حالات زندگی بھی زیر مطالعہ رہنے چاہیے۔ تاکہ قرآن وسنت کی ان عملی تعبیروں کو سامنے رکھ کر اپنی اصلاح بھی کر سکیں۔ ان میں سے چند خواتین کا تذکرہ حسب ذیل موجود ہے:

① سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول! خدیجہ الکبری آپ کے پاس تشریف لا رہی ہیں۔ ان کے پاس ایک برتن ہے، جس میں کھانا یا پانی ہے۔ جب وہ آجائیں تو انہیں ان کے پروردگار کی طرف سے اور میری طرف سے سلام کہہ دیں اور انہیں جنت میں ہیرے وجواہرات کے بنے ہوئے مکان کی خوشخبری دے دیں جس میں کوئی شور وغل اور رنج وملال نہ ہو گا۔[1]

② رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے متعلق فرمایا کہ فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔

③ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق فرمایا کہ عائشہ کی مثال ایسے ہے

---

[1] الجامع الصحیح:۶۹

جیسے کھانوں میں ثرید۔ یعنی جس طرح کھانوں میں سے بہترین کھانا ثرید (گوشت اور شوربے میں روٹی بھگو کر تیار کیا گیا کھانا) ہے۔اس طرح عورتوں میں سے بہترین عورت عائشہ ؓہیں۔

④ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرعون کی بیوی سیدہ آسیہ کا تذکرہ کیا ہے کہ انہوں نے تکالیف اور مصائب برداشت کرتے ہوئے اپنے ایمان کی حفاظت کی اور ایمان کی سلامتی کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتی رہیں۔

⑤ قرآن مجید میں سیدنا شعیب علیہ السلام کی دو بیٹیوں کا قصہ موجود ہے۔ جن کے والد بوڑھے تھے اور اِن کا کوئی بھائی نہ تھا۔ وہ امور خانہ داری کے ساتھ باہر کے معاملات بھی سرانجام دیتیں اور اپنے والد کی خدمت بھی کرتیں۔ قرآن مجید نے امت مسلمہ کی خواتین کی رہنمائی کے لیے ان کے پیکرِ شرم وحیا ہونے کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔

⑥ اسی طرح حضرت مریم اور ام موسیٰ علیہما السلام کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں موجود ہے۔

جنتی خواتین کی علامات

قرآن وسنت میں نیک اور جنتی عورت کی جو تفصیلات بیان کی گئی ہیں ان کو سامنے رکھ کر درج ذیل خصوصیات اور علامات سامنے آتی ہیں۔

① اپنے عقیدے اور ایمان کی حفاظت کرنے والیاں۔

② نماز، روزہ اور دیگر فرائض کی ادائیگی کی پابند۔

③ شوہر کی خدمت گزار اور طاعت شعار

④ والدین کی فرماں بردار اور اطاعت گزار۔

⑤ اپنے نفس اور گھر کی حفاظت کرنے والیاں۔

⑥ بچوں کی عمدہ تربیت کرنے والیاں۔

⑦ صبر اور شکر کا مظاہرہ کرنے والیاں۔

⑧ پڑوسیوں اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے والیاں۔

⑨ نیکی اور اچھائی کے کاموں میں رغبت رکھنے والیاں۔

⑩ خیر اور بھلائی کے کاموں میں دوسروں سے تعاون کرنے والیاں۔

خواتین کی اکثریت کا ٹھکانہ

مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا یہ ایمان ہے کہ اللہ اور رسول کی ہر بات سچی اور حرفِ آخر ہے۔ زمان ومکان کے تغیر سے شریعت کی کوئی بات تبدیل نہیں ہو سکتی۔ قرآن وحدیث کی کوئی بات اگر ہماری سمجھ میں نہ آئے تو اس کا مطلب ہے کہ ہمارا علم اور ہماری عقل ابھی اس مقام تک نہیں پہنچی کہ شریعت کی بات کو پوری طرح سمجھ سکے۔ اس صورت میں شریعت کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اپنے علم وفہم کو شریعت کے تابع رکھنا چاہیے۔

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں اپنے نبی کا تعارف یوں کروایا ہے:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ (الانبیاء:۱۰۷)

”ہم نے آپ کو جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔“

دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا﴾ (الاحزاب:۴۵)

”یقیناً ہم نے آپ کو گواہ، خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔“

پھر فرمایا:

﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ (الاحزاب:۶)

”بلاشبہ نبی تو اہل ایمان کے لیے ان کی اپنی ذات پر مقدم ہے اور نبی کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔“

رسول اللہ کسی بھی مسلمان کے لیے اس کی ذات سے بڑھ کر اس کے خیر خواہ ہیں۔ آپ کے اس تعارف کے بعد یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ منبع رحمت و شفقت اگر کسی عمل پر ناراضگی کا اظہار کریں یا کسی کا جہنمی ہونا بیان فرمائیں تو یہ مقام قابل غور و فکر ہے۔ اس عمل کے بارے میں محتاط ہو جانا چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ خواتین کی اکثریت جہنم میں جائے گی۔ شریعت کی نظر میں نہ عورت ہونا کوئی جرم ہے اور نہ ہی عورتوں کا جہنم میں جانا لازم ہے۔ بلکہ اس امر کی نشاندہی مقصود ہے کہ خواتین عموماً جس طرزِ زندگی اور اندازِ فکر کو اپناتی ہیں اس کا انجام اچھا نہیں ہے۔ مسلمان عورت کو اس عمومی رویے کی رو میں نہیں بہنا بلکہ خود کو شریعت کے تابع رکھ کر اللہ کو راضی کرتے ہوئے نعمتوں بھری جنت میں پہنچنا ہے۔ جس کا حصول خواتین کے لیے مردوں کی نسبت آسان ہے۔ ذیل میں جہنم میں لے جانے والے اعمال ان کے اسباب اور وجوہات کو بیان کیا جا رہا ہے تاکہ مسلمان عورت اپنے آپ کو ان سے بچا کر دین و دنیا کی کامیابی حاصل کر سکے۔

رسول اللہ ﷺ امت کے سب سے بڑے خیر خواہ ہیں۔ آپ اپنی امت کے بارے میں ہمیشہ فکر مند رہتے۔ آپ نے حق نبوت ادا فرما دیا۔ جنت اور جہنم کے حالات کو سمجھنے کے لیے یہ ایک حدیث ہی کافی ہے۔ اگر ہم اس حدیث کو سامنے رکھیں تو شریعت پر عمل کرنے کی صورت میں آنے والی رکاوٹیں اور پریشانیاں کسی مسلمان کا راستہ نہیں روک سکتیں اور جنت کے شوق میں شریعت پر خوش دلی سے عمل پیرا ہو جائیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يؤتى بأنعم الناس يوم القيامة من أهل النار فيصبغ في النار

صبغة ثم يقال: يا ابن آدم هل رأيت خيرا قط؟ هل مرّ بك نعيم قط؟ فيقول: لا والله يا رب و يؤتى بأشد الناس بؤسا فى الدنيا من أهل الجنة فيصبغ فى الجنة فيقال له، يا ابن آدم هل رأيت بؤسا قط؟ هل مرّ بك شدة قط؟ فيقول: لا والله يا رب ما مرّ بى بؤس قط ولا رأيت شدة قط»[1]

''قیامت کے دن ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جسے دنیا میں سب سے زیادہ نعمتیں دی گئی اور وہ اہل نار میں سے ہو گا۔ اسے جہنم میں ایک غوطہ دیکر پوچھا جائے گا۔ اے ابن آدم کیا تم نے کبھی خیر دیکھی تھی؟ کیا تمہارے پاس سے کسی نعمت کا کبھی گزر ہوا تھا؟ تو وہ کہے گا نہیں۔ اللہ کی قسم اے میرے رب۔ اسی طرح دنیا میں سب سے تنگ دست شخص کو لایا جائے گا جو اہل جنت میں سے ہو گا۔ اسے جنت میں ایک غوطہ دیکر پوچھا جائے گا۔ اے ابن آدم کیا تم نے کبھی تنگی، پریشانی دیکھی تھی؟ کیا تمہارے پاس سے کبھی کوئی سختی گزری تھی؟ تو وہ کہے گا۔ نہیں اللہ کی قسم اے میرے رب کبھی کوئی تکلیف میرے پاس سے نہیں گزری اور نہ میں نے کبھی سختی دیکھی ہے۔''

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں:

«أيها الناس إنه ليس من شيء يقربكم من الجنة و يبعد كم من النار إلا قد أمرتكم به وليس شىء يقربكم من النار ويبعدكم عن الجنة إلا وقد نهيتكم عنه»[2]

''اے لوگو! میں تمہیں جنت کے قریب کرنے والی اور آگ سے دور کرنے والی تمام باتوں کا حکم دے چکا ہوں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو تمہیں آگ سے

---

۱ صحیح مسلم ۱۴۹/۱۷

۲ مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۱، شعب الایمان: ۱۰۳۷۶

قریب اور جنت سے دور کر دے مگر میں تمہیں اس سے منع کر چکا ہوں۔"

ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بیان فرماتے ہیں:

«مثلي كمثل رجل استوقد نارا فلما أضاءت ماحولها جعل الفراش وهذه الدواب التي في النار يقعن فيها، وجعل يحجزهن ويغلبنه فيقتحمن فيها، قال فذلكم مثلي ومثلكم، أن آخذ بحجزكم عن النار، هلم عن النار، هلم عن النار، فتغلبوني تقحمون فيها»[1]

"میری مثال ایک آدمی کی ہے جس نے آگ جلائی جب گرد و پیش روشن ہو گیا تو پتنگے اور آگ میں جلنے والے جانور اس میں آ آکر گرنے لگے۔ بس یہی میری اور تمہاری مثال ہے۔ میں تمہیں کمر سے پکڑ پکڑ کر آگ سے بچاتا ہوں۔ کہ آگ سے بچو، آگ سے بچو اور تم مجھ پر غالب آکر اس میں گرنے کی کوشش کرتے ہو۔"

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ کی طرف گئے۔ آپ عورتوں کے پاس سے گذرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عورتوں کی جماعت تم صدقہ کیا کرو، کیونکہ مجھے دکھایا گیا ہے کہ آگ والوں میں اکثریت عورتوں کی ہے۔ عورتوں نے کہا یارسول اللہ اس کی کیا وجہ ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لعن طعن بہت کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو، حالانکہ تم عقل اور دین میں کمی والیاں ہو مگر میں نے تم سے بڑھ کر اچھے بھلے مرد کی عقل ختم کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ عورتوں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دین اور عقل میں کیا کمی ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا ایک عورت کی

---

۱ صحیح مسلم، کتاب الفضائل: ۲۲۸۴

گواہی ایک مرد کی آدھی گواہی کے برابر نہیں؟ عورتوں نے کہا، ہاں کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: یہ اس کی عقل میں کمی ہے۔

اور کیا ایسا نہیں کہ وہ حالت حیض میں نہ نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے؟ عورتوں نے کہا، ہاں، کیوں نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ اس کے دین میں کمی ہے۔[1] صحیح بخاری میں اس معنی کی ایک روایت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آگ میں زیادہ تر عورتیں ہوں گی جو کفر کرتی ہیں۔ آپ ﷺ سے کہا گیا کیا وہ اللہ تعالیٰ کا انکار کرتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

« يكفرن العشير ويكفرن الاحسان، إن أحسنت إلى إحداهن الدهر ثم رأت منك شيئاً قالت: ما رأيت منك خيرا قط »[2]

”وہ شوہروں کی نافرمانی کرتی ہیں۔ اس کے احسان کا انکار کرتی ہیں۔ اگر تم ان میں سے کسی کے ساتھ زندگی بھر احسان کرتے رہو پھر وہ تم میں کوئی ایک بات (خلاف احسان) دیکھ لے تو کہتی ہے میں نے تمہاری طرف سے کبھی خیر دیکھی ہی نہیں۔“

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«تصدقن فإني أكثركن حطب جهنم إنكن تكثرن الشكاة وتكفرن العشير»[3]

”تم زیادہ صدقہ کیا کرو میں دیکھتا ہوں کہ تم میں سے اکثر جہنم کا ایندھن بنے گیں تم زیادہ شکوے اور شوہروں کی نافرمانی کرتی ہو۔“

---

۱ صحیح بخاری، کتاب الحیض:۶، باب ترك الحائض الصوم، صحیح مسلم:۲۴۱

۲ صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم ۲۹

۳ صحیح بخاری ۹۶۱، صحیح مسلم ۸۸۵

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے عورتوں کی جماعت تم صدقہ کیا کرو۔ میں اہل نار میں زیادہ تر تم کو دیکھ رہا ہوں۔ تم کثرت سے لعن طعن کرتی ہو اور شوہروں کی نافرمانی کرتی ہو تم ناقصات عقل و دین سے بڑھ کر کوئی سمجھدار آدمی کی مت نہیں مار سکتا۔ خواتین نے کہا: ہماری عقل اور دین میں کیا کمی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا عورت کی گواہی مرد سے نصف نہیں ہے؟ عقل کے نقصان کا یہ ہی مطلب ہے اور کیا ایسا نہیں ہے کہ تم حیض کی حالت میں نہ نماز پڑھتی ہو نہ روزہ رکھتی ہے تو یہ دین کا نقصان ہے۔"[1]

اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جنت کے دروازے پر کھڑا تھا تو دیکھتا ہوں کہ اس میں سب سے زیادہ داخل ہونے والے مساکین تھے۔ جبکہ (دنیاوی اعتبار سے) بڑے بڑے لوگوں کو روکا گیا تھا اور جہنمیوں کو آگ کی طرف لے جانے کا حکم دیا گیا اور میں آگ کے دروازے پر کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اس میں زیادہ تر خواتین داخل ہو رہی تھیں۔[2]

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے جنت میں جھانکا تو اس میں زیادہ تر فقرا تھے اور جہنم میں جھانکا تو وہاں زیادہ تر خواتین کو دیکھا۔[3]

خواتین آزمائش کا ذریعہ ہیں

اللہ تعالیٰ ایک بندے کی آزمائش بہت سے طریقوں اور ذرائع سے کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک ذریعہ بلکہ مردوں کی آزمائش کے لیے سب سے بڑا ذریعہ خواتین ہیں۔

---

۱ صحیح مسلم ۲۲ / ۷۹ فی الایمان

۲ صحیح بخاری: ۵۱۹۶، مسلم ۲۷۳۶

۳ صحیح بخاری: ۶۴۴۹، مسلم: ۲۷۳۷

اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول روایت کرتے ہیں:

«ما تركت بعدي فتنة هي أضر على الرجال من النساء» [۱]

"میں اپنے بعد مردوں کے لئے عورتوں سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں چھوڑ کر جا رہا۔"

ضروری نہیں کہ فتنہ کا برا معنی لیا جائے اور یہ کہا جائے کہ عورت کی ذات فتنہ وفساد ہے بلکہ فتنہ کا مطلب آزمائش ہے۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إن الدنيا حلوة خضرة وان الله مستخلفكم فيها فينظر كيف تعملون فاتقوا الدنيا و اتقوا النساء فإن أوّل فتنة بني إسرائيل كانت في النساء» [۲]

"یقیناً یہ دنیا میٹھی اور سرسبز ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں بھیج کر دیکھیں گے کہ تم کیا عمل کرتے ہو۔ پس تم دنیا اور عورتوں کے معاملے میں تقویٰ اختیار کرو۔ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں کے بارے میں تھا۔"

حدیث کا معنی یہ ہے کہ دنیا اور عورتیں دو فتنے ہیں، ان سے بچو، جو ان کے بارے میں تقویٰ اختیار نہیں کرے گا، ان میں مبتلا ہو جائے گا۔ عورتوں میں بیویوں سمیت تمام خواتین داخل ہیں۔ اکثر اوقات فتنہ بیویوں کا ہوتا ہے اور زیادہ تر لوگ انہیں کی آزمائش میں گرفتار ہیں۔ اسی طرح کچھ خواتین اپنے آپ کو خود فتنہ بنا لیتی ہیں۔ جو شرعی احکام کی پاسداری نہیں کرتیں، بالخصوص ستر وحجاب کا دھیان نہیں رکھتیں، یا مخلوط مجالس میں شامل ہوتی ہیں تو وہ خود فتنہ بن جاتی ہیں۔

---

۱ صحیح بخاری: ۵۰۹۶، مسلم: ۲۷۴۰

۲ صحیح مسلم: ۲۷۴۲/۹۹

اسماء بنت یزید روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اے عورتوں کی جماعت جہنم کا ایندھن زیادہ تر تم ہی ہو۔ کیونکہ جب تمہیں کوئی چیز (رحمت) دی جائے تو تم شکر نہیں کرتی، جب کبھی آزمائش کی جائے تو صبر نہیں کرتی اور اگر کوئی چیز نہ ملے تو شکوہ کرتی ہو۔ کفرانِ نعمت سے بچو۔“

اِن احادیث سے خواتین کے زیادہ تر جہنم میں جانے کے حسب ذیل اَسباب معلوم ہوتے ہیں۔

جہنم میں جانے کے اَسباب

① والدین کی نافرمانی

خواتین کے نان ونفقہ، رہائش اور جملہ ضروریات کی ذمہ داری والدین بالخصوص والد پر ہوتی ہے۔ نکاح کے بعد یہ ذمہ داری شوہر پر آجاتی ہے۔ شریعت نے خواتین پر ان ذمہ داروں کے حقوق رکھے ہیں، لہٰذا خواتین پر جائز امور میں ان کی اطاعت لازم ہے۔ والدین کی اہمیت کو قرآن مجید نے اس طرح اجاگر کیا ہے۔

﴿ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰـهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ ﴾

”اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور والدین کے ساتھ احسان کرنا۔ اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب و احترام سے بات چیت کرنا اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھے رکھنا اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگا! ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا

انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ جس سے ان کی اطاعت خدمت اور ادب واحترام کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ ان کے سامنے عاجزی اختیار کیے رکھنے کا حکم دیا ہے۔ بسا اوقات جوانی کے شوق، جدید علوم اور جذبات اور بڑھاپے کے تجربات میں تصادم ہوتا ہے اس وقت والدین کے ادب واحترام کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ لیکن کامیاب وہی ہے جو ان حالات میں ان تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتا ہے۔ بعض معاملات میں ان کی رضا مندی کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خاتون کے لئے نکاح کے موقع پر والد کی رضامندی کو لازم قرار دیا ہے۔

«لا نكاح إلا بولي» ”ولی کے (والد کی رضامندی) کے بغیر نکاح نہیں ہے۔“

نکاح کے موقع پر خاتون کی رضامندی پوچھی جائے گی، والد کا متفق ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر خاتون اور والد کا اتفاق نہ ہو سکے یا والد اپنی مرضی زبردستی مسلط کرنا چاہے تو اس صورت میں خاتون کو حق حاصل ہے کہ کوئی حل نظر نہ آنے کی صورت میں مسلمان قاضی (جج) کی معاونت طلب کرے۔ جبکہ والدین کو بتائے بغیر کورٹ میرج کی اسلام میں گنجائش نہیں ہے۔ ایسا کرنے والے اسلام کی حکم عدولی اور والدین کی نافرمانی کی وجہ سے اللہ کی رحمت سے دور رہتے ہیں۔

② شوہر کی نافرمانی

سب سے پہلے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کفران العشیر یعنی شوہر کی نافرمانی کا کیا مطلب ہے؟ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"العشير: الزوج، قيل له: عشير بمعنى معاشر مثل أكيل و

مؤاکل"[1]

"عشیر کا معنی شوہر ہے، ساتھ زندگی بسر کرنے والا۔ یہ لفظ أکیل اور مؤاکل کی طرح ہے۔"

اسی طرح فرمایا: کفران العشیر، کفر دون الکفر کی طرح ہے۔ شوہر کی نافرمانی چھوٹا کفر ہے۔ اس کا مرتکب ملت (دائرہ اسلام) سے خارج نہیں ہوتا۔ دیگر گناہوں میں سے کفران العشیر کو خاص کرنے کا مقصد، اس کی باریک بینی اور اہمیت کو واضح کرنا ہے جیسا کہ آپ ﷺ کا یہ قول ہے:

«لو أمرت أحدا أن يسجد لأحد، لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها» "اگر میں کسی شخص کو کسی دوسرے کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔"

رسول اللہ ﷺ نے شوہر کے بیوی پر حق کو اللہ تعالیٰ کے حق کے ساتھ ملایا ہے۔ جب عورت اپنے شوہر کے حق کا انکار کرتی ہے تو اس کا اس حد تک پہنچنا اللہ تعالیٰ کے حق کو معمولی یا حقیر سمجھنے پر دلالت کرتا ہے اسی لئے اس پر لفظ کفر کا اطلاق کیا گیا ہے۔ البتہ اس کفر سے وہ غیر مسلم نہیں بنتی۔[2]

امام ابن حجر نے فتح الباری میں فرمایا:

" تكفرن العشير: تجحدن حق الخليط وهو الزوج "

"تکفرن العشیر: وہ اپنے ساتھی کے حق کا انکار کرتی ہیں اور وہ شوہر ہے۔"

---

۱ فتح الباری: ۱/ ۸۴

۲ فتح الباری: ۱/ ۸۳

پھر فرمایا: كفران العشير : تقصير المرأة فی حق الزوج[۱]
''کفران العشیر: عورت کا اپنے شوہر کے حق کی ادائیگی میں کمی کرنا ہے۔''

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

"والعشير المعاشر كالزوج وغيره"[۲]
''عشیر ساتھ رہنے والے کو کہتے ہیں جیسے شوہر وغیرہ۔''

علامہ مبارکپوریؒ فرماتے ہیں:

"كفران العشير: جحد نعمته - يعنی الزوج- وانكارها أو سترها بترك شكرها واستعمال الكفران فی النعمة والكفر فی الدين"[۳]

''کفران العشیر کا مطلب ہے: شوہر کی نعمتوں کو چھپانا، اس کا انکار کرنا اور اس کا شکریہ ادا نہ کرنا۔ کفر کا لفظ نعمت اور دین کے بارے میں بولا گیا ہے۔''

سنن ابن ماجہ کی شرح میں ہے:

''کفران العشیر کا معنی ہے کہ انھوں نے اپنی کم علمی اور کمزور عقل کی بنیاد پر احسان کا انکار کر دیا۔''[۴]

کرمانی فرماتے ہیں: ''یعنی شوہر کی نعمت کا انکار کرتی ہیں اور اس کی طرف سے ملنے والی نعمتوں کو کم سمجھتی ہیں۔''

المناوی فرماتے ہیں:

---

۱ فتح الباری: ۹/ ۴۰۰

۲ شرح النووی ۳/ ۳۹

۳ تحفة الاحوذی: ۷/ ۳۰۵

۴ شرح سنن ابن ماجہ: ۱/ ۲۸۹

”حدیث کا مقصد یہ ہے کہ عورتوں کو شوہروں کی فرماں برداری پر ابھارا جائے اور ان کی مخالفت سے بچایا جائے۔ اور اس کی طرف سے ملنے والی نعمتوں پر شکریے کے جذبے کو پیدا کیا جائے۔ جب مخلوق کے حق کا یہ معاملہ ہے تو خالق کے حق کا کیا حال ہو گا“؟

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ شوہر کی نافرمانی جہنم میں داخلے کا سبب کیسے بنے گی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ عورتیں شوہروں کی نافرمانی کثرت سے کرتی ہیں جب کہ شریعت نے شوہر کی فرماں برداری کا حکم دیا ہے اور اس کی نافرمانی کرنا ایک گناہ ہے اور صغیرہ گناہ اگر کثرت سے ہو تو کبیرہ بن جاتا ہے جو جہنم میں لے جانے کا سبب ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سے سماجی واجتماعی معاملات میں خرابی کا ذریعہ بنتا ہے۔

③ کثرت سے لعن طعن کرنا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «وتکثرن اللعن» تم لعن طعن زیادہ کرتی ہو۔ امام نووی فرماتے ہیں۔ لعن کا لغوی معنی ’الإبعاد والطرد‘ دور کرنا، دھتکار دینا ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کرنا۔

جب کسی کے انجام اور موت کی مکمل قطعی کیفیت کا علم نہ ہو تو اس کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کرنا (لعنت کرنا) جائز نہیں ہے۔ اس لئے علماء نے کہا: کسی معین شخص، مسلمان، کافر یا جانور پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر کسی شرعی دلیل کی بنیاد پر معلوم ہو کے وہ کفر پر مرا یا مرے گا تو پھر جائز ہے جیسا کہ ابوجہل اور ابلیس۔ البتہ کسی وصف پر لعنت کی جا سکتی ہے جیسا کہ حدیث طیبہ میں جسم گوندھنے والی اور گوندھوانے والی پر لعنت کی گئی ہے۔[1]

رسول اللہ ﷺ نے لعنت کرنے سے منع فرمایا ہے اور ایسا کرنے والے کے

---

1 شرح مسلم للنووی: ۱/۳۱۳

بارے میں وعید بتائی ہے کہ قیامت کے دن اس کی گواہی اور سفارش قبول نہیں کی جائے گی۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں جارہے تھے۔ ایک انصاری عورت اونٹنی پر سوار تھی جو بے چین ہو کر تنگ کرنے لگی تو اس انصاریہ نے اونٹنی پر لعنت کی۔ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا اور فرمایا: «خذوا ما عليها ودعوها، فإنها ملعونة» ”اس پر سے سامان لے لو اور اسے چھوڑ دو کیونکہ اس پر لعنت کی گئی ہے۔“ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: گویا کہ میں اس اونٹنی کو لوگوں کے درمیان چلتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور سبھی اس سے اعراض کررہے ہیں۔[1]

ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک لونڈی اونٹنی پر سوار تھی جس پر لوگوں کا سامان بھی لدا ہوا تھا۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزری اور پہاڑی پر راستہ تنگ ہو گیا تو اس نے اونٹنی کو ڈانٹتے ہوئے کہا "اللهم العنها" اے اللہ اس پر لعنت فرما۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے ساتھ ایسی اونٹنی نہیں جا سکتی جس پر لعنت کی گئی ہو۔[2]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لاينبغي لصديق أن يكون لعاناً»[3]

”کسی دوست کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ لعنت کرنے والا ہو۔“

ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

۱ صحیح مسلم: ۲۵۹۵، فی البر والصلة

۲ صحیح مسلم ۲۵۹۶ فی البر والصلة

۳ صحیح مسلم ۲۵۹۷ فی البر والصلة

«إن اللعانين لايكونون شهداء ولاشفعاء يوم القيامة»[1]

''لعنت کرنے والے قیامت کے دن گواہ اور سفارشی نہیں بنیں گے۔''

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إني لم أبعث لعانا وإنما بعثت رحمة»[2]

''میں لعنت کرنے والا نہیں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔''

لعنت کس طرح جہنم میں داخلے کا سبب ہے؟

① لعنت بذات خود اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کی بد دعا ہے۔

② قرآن مجید میں مومنوں کی بیان کردہ صفات، باہم ایک دوسرے سے محبت، نیکی اور تقویٰ میں تعاون، صلہ رحمی وغیرہ کے منافی ہے۔

③ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے لئے لعنت کی دعا کرتا ہے۔ جس کا مطلب اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری ہے۔ تو یہ قطع تعلقی کی انتہائی شکل ہے۔

④ ایک صحیح حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے:

«لعن المومن كقتله»

''مومن پر لعنت کرنا اسے قتل کرنے کی طرح ہے۔''

کیونکہ قاتل مقتول کے دنیاوی فوائد ختم کر دیتا ہے اور یہ لعنت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کی صورت میں اس کے دینی فوائد کو ختم کر دیتی ہے۔

⑤ لعنت کرنے والے قیامت کے دن اپنے مومن بھائیوں کی ضرورت کے وقت سفارش نہ کر پائیں گے۔ اس طرح دنیا و آخرت میں ان کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ اس قبیح صفت کا پایا جانا اس بات کی علامت ہے کہ ایسے شخص کو مسلمان

---

[1] صحیح مسلم ۲۵۹۷ فی البر والصلة

[2] صحیح مسلم

کے ادب کا لحاظ نہیں، اس کا اپنی زبان پر کنٹرول نہیں، اس پر اس کے دل و دماغ نہیں بلکہ زبان کا غلبہ ہے۔ جو اکثر تباہ کر دیتی ہے۔

سچ ہی کسی نے کہا ہے:

احذر لسانك أيها الإنسان لا يلدغنك إنه ثعبان

”اے انسان اپنی زبان سے بچ کر رہ، یہ اژدھا ہے کہیں تمہیں ڈس نہ لے۔“

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا:

«إذا أصبح ابن آدم فإن الاعضاء تكفر اللسان وتقول له: اتق الله فينا فإن استقمت استقمنا وإن اعوججت اعوججنا»

(امام ترمذی نے ابو سعید سے روایت کیا ہے)

”جب انسان صبح کرتا ہے تو تمام اعضاء زبان کو ڈانٹتے ہوئے کہتے ہیں ہمارے بارے میں اللہ سے ڈر، اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تم نے خرابی کی تو ہم بھی خراب ہو جائیں گے۔“

زبان دراصل دل کی نمائندگی کرتی ہے۔ کسی شخص کے الفاظ اور گفتگو سن کر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ شخص صالح ہے یا فاسد۔ مسلمان اپنی زبان کو گالم گلوچ اور لعن طعن سے محفوظ رکھتا ہے۔ اگر وہ اس کی حفاظت نہ کر سکے تو وہ جہنم میں جائے گا اس طرح لعنت کرنے والا قیامت کو سفارش اور شہادت سے محروم کر دیا جائے گا۔

لعنت کرنے کی جائز صورتیں

عمومی طور پر لعنت کرنا درست نہیں البتہ جہاں جہاں شریعت نے اجازت دی ہے وہاں لعنت کی جا سکتی ہے۔ مثلاً کفر، بدعت اور فسق وغیرہ ان پر لعنت کرنے کی تین صورتیں ہیں۔

① ہم کہہ سکتے ہیں: اللہ کی لعنت ہو کافروں پر، بدعتیوں پر اور فاسقوں پر۔

② مخصوص اوصاف کے حاملین پر لعنت کرنا جیسا کہ یہود و نصاریٰ اور مجوسیوں پر لعنت ہو۔

③ تیسری صورت یہ ہے کہ کسی مخصوص فرد پر لعنت کی جائے اور شریعت نے اسے حرام قرار دیا ہے۔

لعنت اسی صورت میں کی جائے گی جو صورت مستقل طور پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور لے جانے والی ہو۔ کفر، بدعت، فسق، یہود و نصاریٰ وہ صفات ہیں جو ان پر رہتے ہوئے مرے گا جہنم میں جائے گا۔ کیونکہ ان صفات کے حاملین کا یہی انجام ہے۔ البتہ کسی مخصوص انسان پر لعنت کرنا اس لئے جائز نہیں کہ ہمیں معلوم نہیں ہے وہ کفر پر مرے گا یا ایمان پر ایک کافر یا مجوسی کسی بھی وقت توبہ کر کے اسلام قبول کر سکتا ہے لہٰذا لعنت صفت پر ہوگی فرد معین پر نہیں۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ فلاں شخص پر لعنت ہو کیونکہ کسی بھی فرد کے خاتمہ بالخیر یا خاتمہ بالشر کا ہمیں علم نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ﴾ (غافر:۴۸)

"یقیناً اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا ہے۔"

عہد نبوی میں صحابہ کرام نے ایک شراب پینے والے پر لعنت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: «لا تلعنوه، فوالله ما علمت إلا أنه يحب الله ورسوله»

"اس پر لعنت نہ کرو اللہ کی قسم! میں تو یہی جانتا ہوں کہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے ایک کبیرہ گناہ کے مرتکب پر لعنت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ تو صغیرہ گناہ کے مرتکب پر کیسے لعنت کی جا سکتی ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا: «لاتسبوا الأموات فتؤذوا الاحياء»[1]

---

[1] صحیح الجامع:۱۹۸۲

"تم مردوں کو گالی نہ دو۔ اس طرح تم زندوں کو تکلیف دیتے ہو۔"

اس سے معلوم ہوا لعنت مومن کی صفت نہیں ہے اور نہ ہی لوگوں کو حقیر جاننا صغیرہ گناہ ہے۔ اس پر اصرار کرنے سے یہ کبیرہ گناہ بن جاتا ہے۔

④ نفس کا غلبہ اور نقصان عقل ودین

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں: عورتیں جنت میں کم اور جہنم میں زیادہ جائیں گی ، کیونکہ ان پر نفس غالب ہوتا ہے۔ دنیا کی زیب وزینت کی طرف جلدی مائل ہوتی ہیں۔ ان میں عقل کم ہوتی ہے۔ ان کی نظر عموماً کسی معاملے کے انجام کی طرف نہیں جاتی۔ لہٰذا آخرت کے معاملے میں بھی سستی کرتے ہوئے دنیا کی چکاچوند روشنی میں گم ہو جاتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مردوں کے پاس چونکہ دنیاوی امور کے وسائل زیادہ ہوتے ہیں اور وہ عورتوں کی طرف میلان رکھتے ہیں تو عورتوں کی اس کمزوری کی وجہ سے وہ انہیں نیکی اور تقویٰ کے کاموں سے دور لے جاتے ہیں۔ اور عورتیں نیکی کے معاملے میں صحیح فیصلے نہیں کر پاتیں خود بھی گمراہ ہوتی ہیں اور مردوں کو بھی گمراہ کرتی ہیں۔[۱]

حدیث طیبہ میں رسول اللہ ﷺ یہ واضح فرما چکے ہیں کہ بسا اوقات عورتیں بڑے بڑے عقلمند اور صاحب شعور مردوں کی عقل کو مفلوج کر کے رکھ دیتی ہیں۔ ایک اچھا خاصا سمجھدار شخص عورت کے کہنے پر ناجائز بات اور کام کر گزرتا ہے نتیجے کے طور پر جہنم میں پہنچ جاتا ہے۔ جس عورت کے کہنے پر وہ ایسا کرتا ہے وہ عورت اس کے گناہ کے کام میں برابر کی شریک ہونے کی وجہ سے جہنم میں جائے گی۔ آدمی کو بے وقوف بنانا، اس کی عقل کو زچ کرنا اور نافرمانی کے کاموں پر آمادہ کرنا بذات خود بہت بڑا گناہ ہے۔

---

۱ فتح الباری: ۱۱/ ۴۲۰، وتحفۃ الاحوذی ۷/ ۲۷۷

اس گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کم عقل نہیں بلکہ مرد سے زیادہ عقل والی ہے تبھی تو اس نے اس کے ذہن کو ماؤف کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عقل نافرمانی کے امور کی طرف لے جانے والی ہے۔ نافرمانی کرنا اور اس پر معاون بننا جس سے کوئی خیر حاصل نہ ہو سکے بذات خود کم عقلی ہے۔ ہم اپنے معاشرے میں اس کی بہت سی مثالیں دیکھ سکتے ہیں۔

جہنم سے بچنے کی صورتیں

جہنم میں لے جانے والے امور سے مکمل طور پر بچا جائے۔ اپنی ذمہ داریوں کو پہچانتے ہوئے خلوصِ دل سے ادا کرنے کی کوشش کرے اور ان کی صحیح طریقے سے ادائیگی کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے۔ چند امور کو یہاں بیان کیا جا رہا ہے۔

① عبادات کی ادائیگی:

شریعت نے جو عبادات فرض کی ہیں انہیں بجا لایا جائے۔ نماز، روزہ، زکوۃ، حج فرض ہو جانے پر تاخیر نہ کی جائے۔ جس طرح یہ عبادات مردوں پر فرض ہیں اسی طرح عورتوں پر بھی فرض ہیں۔

② شوہر کے حق کو پہچاننا:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان روایت کرتے ہیں:

«لا يصلح لبشر أن يسجد لبشر، ولو صلح لبشر أن يسجد لبشر لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها من عظم حقه عليها»[1]

''کسی انسان کا دوسرے انسان کو سجدہ کرنا درست نہیں اور اگر کسی انسان کا انسان کو سجدہ کرنا درست ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ

---

[1] صحیح الجامع للالبانی: ۷۷۲۵

کرے اس لئے کہ شوہر کا اس پر بہت بڑا حق ہے۔"

ایک روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے:

«والذی نفسی بیده لو أن من قدمه إلى مفرق رأسه قرحة تنبجس بالقیح والصدید، ثم اقبلت تلحسه ما أدت حقه» [1]

"آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم اگر شوہر کے پاؤں سے لیکر سر تک زخم ہو جس سے خون اور پیپ بہہ رہے ہوں اور عورت آ کر اسے چاٹے تو پھر بھی شوہر کا حق ادا نہیں کر سکتی۔"

③ شوہر کی زیادہ شکایتیں نہ کرنا:

فرمان نبوی ﷺ ہے:

«لاینظر الله إلى امرأة لاتشکر لزوجها وهی لا تستغنی عنه» [2]

"جو عورت اپنے شوہر کی شکر گزار نہیں، اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھیں گے۔ یہ عورت اپنے شوہر سے کبھی بھی مستغنی نہیں ہو سکتی۔"

ابن محصن کی پھوپھی رسول اللہ ﷺ سے اپنے شوہر کی شکایت کر رہی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: «انظري أين أنت منه، فإنه جنتك ونارك» [3]

"تم اس کے بارے میں غور کرو۔ وہ تو (اطاعت کی صورت میں) تمہاری جنت اور (نافرمانی کی صورت میں) تمہاری جہنم (میں جانے کا ذریعہ) ہے۔"

---

۱ ایضاً: ۷۷۲۵

۲ اسے امام حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے: ۲/ ۱۹۰ اور امام ذہبی نے صحیح کہا ہے۔

۳ مسند احمد ۴/ ۳۴۱

④ شوہر کی اطاعت کرنا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إذا دعا الرجل امراته إلى فراشه، فأبت أن تجيئ لعنتها الملائكة حتى تصبح»[1]

”جب آدمی اپنی بیوی کو بستر پر بلائے اور وہ آنے سے انکار کر دے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔“

دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

«إذا باتت المرأة مهاجرة فراش زوجها لعنتها الملائكة حتى ترجع»[2]

”جب عورت اپنے شوہر کا بستر چھوڑ کر الگ رات گزارے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔“

صحیح مسلم کی روایت میں ہے:

«والذى نفسى بيده ما من رجل يدعوا امرأته إلى فراشها فتأبى عليه إلا كان الذى فى السماء ساخطاً عليها حتى يرضى عنها»

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو بھی آدمی اپنی اہلیہ کو بستر پر بلاتا ہے اور وہ انکار کر دیتی ہے تو آسمان والا (اللہ) اس پر ناراض رہتا ہے۔ یہاں تک کے وہ شوہر اپنی بیوی سے راضی ہو جائے (تو پھر اللہ راضی ہوتا ہے)“

---

۱ صحیح بخاری:۵۱۹۳، مسلم: ۱۴۳۶

۲ صحیح بخاری:۵۱۹۴، مسلم: ۱۴۳۶

عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کسری کے علاقے سے ہو کر آئے اور ان کے طریقے کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سجدہ کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«فلا تفعلوا فإني لو كنت آمرا أحدا أن يسجد لغير الله، لأمرت الزوجة أن تسجد لزوجها والذی نفس محمد بيده لا تؤدی المرأة حق ربها حتى تؤدی حق زوجها، ولو سألها نفسها وهی على قتب لم تمنعه»[1]

”تم ایسا نہ کرو۔ اگر میں کسی کو غیر اللہ کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کوئی عورت اس وقت تک اللہ کا حق ادا نہیں کر سکتی جب تک اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرے۔ اور اگر وہ بلائے تو عورت سواری پر سوار ہو کر آنے سے بھی انکار نہ کرے۔“

ایک روایت میں ہے:

«إذا دعا الرجل زوجته فلتأته وإن كانت على التنور»[2]

”جب آدمی اپنی بیوی کو بلائے تو وہ اس کے پاس آئے اگرچہ وہ تندور پر (کام کر رہی) ہو۔“

⑤ کثرت سے صدقہ کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ کیونکہ صدقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ اور نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

---

۱ مسند امام احمد: ۴/ ۳۸۱

۲ جامع ترمذی، کتاب الرضاع: ۱۱۶۰

ترغیب پر صحابیات کثرت سے صدقہ کرتیں جو ان کی غلطیوں اور گناہوں کا کفارہ بن جاتا۔

فرمان نبوی ﷺ ہے: «صدقة السر تطفيء غضب الرب»
”خاموشی سے صدقہ کرنا رب کے غضب کو ختم کر دیتا ہے۔“[1]

⑥ اللہ کے ذکر کے ذریعے زبان کو کنٹرول کرنا

ایک مشہور قول ہے کہ ”خاموش رہو یا ایسی بات کرو جو خاموش رہنے سے بہتر ہے۔“ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے فضول اور گناہ کی باتوں سے بچ جاؤ گے اور اس کی برکت سے دل بھی پاکیزہ ہو جائے گا۔

⑦ شوہر کی طرف سے ملنے والی نعمتوں پر شکر ادا کرنا

شوہر خود اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے اس کی طرف سے ملنے والی نعمتیں اس پر مستزاد، لہٰذا اس کا شکر گزار رہنا چاہیئے۔ جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔

⑧ جنت کی نعمتوں کو پیش نظر رکھنا

جنت اور جنت کی نعمتوں کا مطالعہ کیا جائے اس کے مطالعہ سے جنت کا شوق بڑھے گا اور دین پر عمل کرتے ہوئے اگر کچھ روکاوٹوں کا سامنا کرنا بھی پڑے تو مشکل نہیں لگے گا۔ اور دین پر عمل کرنا نسبتاً آسان ہو جائے گا۔

⑨ اللہ کے عذابوں کو یاد کرنا

اللہ تعالیٰ کے عذابوں کے متعلق احوالِ جہنم کا مطالعہ کیا جائے۔ جب ان کا علم ہو گا تو گناہوں اور نافرمانیوں سے بچنا نسبتاً آسان ہو جائے گا۔

---

[1] صحیح الجامع: ۳۷۵۹

⑩ صحابیات اور نیک سیرت خواتین کے حالات زندگی کا مطالعہ کرنا

انسان جن لوگوں کے درمیان رہتا ہے یا جن کے متعلق پڑھتا اور سوچتا ہے۔ انہی سے محبت کرتا اور انہی کے طور طریقے اپنانے کی کوشش کرتا ہے۔ میڈیا اور اشتہارات کے ذریعے جن خواتین کو نمایاں کیا جارہا ہے وہ ماحول میں بگاڑ کا ذریعہ بن رہی ہیں۔ ان کے برے اثرات سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ خواتین صحابیات اور نیک سیرت خواتین کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ کریں۔

⑪ کثرت سے استغفار کرنا

استغفار کرنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اولاد اور رزق میں برکت پیدا ہوتی ہے۔ پاک صاف دل و دماغ والے شخص کے لیے دین پر چلنا آسان ہو جاتا ہے۔ جس قدر گناہ معاف ہوں گے اسی قدر جہنم سے نجات ممکن ہو گی۔

جہنم کا ایک جائزہ

قرآن وحدیث میں جہنم سے بچنے کی دعائیں سکھلائی گئی ہیں۔ جہنم سے بچ کر جنت میں داخل ہونے کو سب سے بڑی کامیابی قرار دیا گیا ہے۔ اب ہم جہنم کا جائزہ لیتے ہیں کہ اس میں کون سے خطرے والی بات ہے جس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

جہنم کی آگ کا دنیاوی آگ سے تقابل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«نارکم هذه التی یوقد ابن آدم جزء من سبعین جزءًا من حر جهنم»

”تمہاری یہ آگ جو ایک انسان جلاتا ہے جہنم کی حرارت کے ستر حصوں میں سے ایک حصے (کے برابر) ہے۔“

صحابہ کرام نے عرض کی: اے اللہ کے رسول یہ بہت زیادہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«فإنها فضلت علیها بتسعة وستین جزءًا کلها مثل حرها»

”وہ اس سے انہتر گنا سخت ہے اور اس کا ہر حصہ حرارت کی شدت میں اسی طرح ہے۔“ (متفق علیہ)

جہنم کی گہرائی

عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إن الصخرة العظیمة لتلقی من شفیر جهنم فتهوی فیها سبعین عاما ما تفضی إلی قرارها»[1]

---

1 مسند احمد: ۴/ ۱۷۴، جامع ترمذی، کتاب الایمان: ۱۰/ ۴۶,۴۵

"ایک بڑا پتھر جہنم کے کنارے سے اس میں پھینکا جائے تو وہ ستر سال تک گرتا چلا جاتا ہے لیکن اس کی تہہ تک نہیں پہنچتا۔"

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے کسی چیز کے گرنے کی آواز سنی۔ آپ ﷺ نے پوچھا۔ تمہیں معلوم ہے کہ یہ کیا ہے؟ ہم نے کہا! اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

«هذا حجر أرسله الله في جهنم منذ سبعين خريفاً فالآن حين انتهى إلى قعرها»[1]

"یہ پتھر اللہ تعالیٰ نے جہنم میں پھینکا تھا ستر سال کے بعد اب یہ اس کی تہہ میں پہنچا ہے۔"

جہنم کے دروازے

جہنم کے سات دروازے ہیں۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ۝﴾ (الحجر: ۴۳، ۴۴)

"اور ان سب کے لیے جہنم کی وعید ہے۔ اس (جہنم) کے سات دروازے ہیں۔ ہر دروازے کے لیے ان میں سے ایک حصہ مخصوص کر دیا گیا ہے۔"

مفسرین نے کہا: دروازوں سے مراد طبقات ہیں۔ ایک کے اوپر دوسرا طبقہ ہے۔

جہنم کا ایندھن

جہنم کی آگ کی شدت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ سخت پتھروں سے اسے بھڑکایا جائے گا۔

﴿وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ﴾ (البقرہ: ۲۴)

---

[1] صحیح مسلم: ۱۷/ ۱۷۹

”اس (جہنم) کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔“

جب گندھک کے پتھر آگ میں ڈالے جائیں گے تو اس سے بہت بڑے شعلے پیدا ہوں گے۔

فرمایا: ﴿ اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴾ (المرسلات:۳۲)

”وہ آگ محل جیسے بڑے بڑے شعلے پھینکے گی۔“

جہنم کا کھانا

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ لَیْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِیْعٍ ۙ﴿۶﴾ لَّا یُسْمِنُ وَ لَا یُغْنِیْ مِنْ جُوْعٍ ؕ﴿۷﴾ ﴾ (الغاشیہ ۶، ۷)

”ان کے لیے خاردار سوکھی گھاس کے علاوہ کوئی کھانا نہ ہو گا۔ جو نہ موٹا کرے گا نہ بھوک مٹائے گا۔“

پھر فرمایا: ﴿ اِنَّ لَدَیْنَاۤ اَنْكَالًا وَّ جَحِیْمًا ۙ﴿۱۲﴾ وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّ عَذَابًا اَلِیْمًا ۗ﴿۱۳﴾ ﴾

”یقیناً ہمارے پاس بھاری بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی ہوئی آگ اور حلق میں پھنسنے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے۔“ (المزمل: ۱۲، ۱۳)

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت ﴿ وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: یہ ایسا کانٹا ہے جو حلق کو پکڑ لے گا نہ حلق سے اترے گا اور نہ باہر نکل سکے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَیُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ۙ﴿۵۱﴾ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ۙ﴿۵۲﴾ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۚ﴿۵۳﴾ فَشٰرِبُوْنَ عَلَیْهِ مِنَ الْحَمِیْمِ ۚ﴿۵۴﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِیْمِ ؕ﴿۵۵﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ یَوْمَ الدِّیْنِ ؕ﴿۵۶﴾ ﴾ (الواقعہ ۵۱-۵۶)

” پھر اے گمراہو اور جھٹلانے والو، تم زقوم کے درخت کی غذا کھانے والے

ہو۔اسی سے تم پیٹ بھروگے اور اوپر کھولتا ہوا پانی پیاسے اونٹ کی طرح پیو گے یہ ہے قیامت کے دن ان لوگوں کی ضیافت کا سامان۔“

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِۦ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ﴾ (آل عمران:۱۰۲)

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لو أن قطرة من الزقوم، قطرت فی دار الدنيا لأفسدت على أهل الدنيا معايشهم فكيف بمن يكون طعامه»[1]

”اگر زقوم کا ایک قطرہ دنیا میں پھینک دیا جائے تو وہ پوری دنیا کے معاملات کو تباہ کر کے رکھ دے گا۔ تو (اندازہ کرو کے) اس کے کھانے والے کی کیا حالت ہو گی۔“

جہنمیوں کا کھانا

اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَيْسَ لَهُ ٱلْيَوْمَ هَٰهُنَا حَمِيمٌ ۝ وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ ۝ لَّا يَأْكُلُهُۥٓ إِلَّا ٱلْخَٰطِـُٔونَ ۝﴾ (الحاقہ ۳۵،۳۷)

”لہٰذا آج کے دن یہاں ان کا کوئی غم خوار نہ ہو گا اور زخموں کی پیپ کے علاوہ کھانا نہ ہو گا جسے خطاکاروں کے سوا کوئی نہیں کھائے گا۔“

جہنمیوں کا مشروب

اللہ رب العزت نے فرمایا: ﴿مِّن وَرَآئِهِۦ جَهَنَّمُ وَيُسْقَىٰ مِن مَّآءٍ صَدِيدٍ ۝ يَتَجَرَّعُهُۥ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُۥ وَيَأْتِيهِ ٱلْمَوْتُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۖ وَمِن وَرَآئِهِۦ عَذَابٌ غَلِيظٌ ۝﴾ (ابراہیم: ۱۶،۱۷)

---

[1] جامع ترمذی:۵۴/۱۰

”پھر اس کے بعد آگے اس کے لیے جہنم ہے۔ وہاں اسے پیپ جیسا پانی پینے کو دیا جائے گا جسے وہ زبردستی حلق سے اتارنے کی کوشش کرے گا اور مشکل ہی سے اتار سکے گا۔ موت ہر طرف سے اس پر چھائی رہے گی مگر وہ مرنے نہ پائے گا اور آگے ایک سخت عذاب ان کی جان سے لگا رہے گا۔“

جہنمیوں کا لباس

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ تَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ۝ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّ تَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ۝﴾ (ابراہیم:۴۹،۵۰)

”اس روز تم مجرموں کو دیکھو گے کہ زنجیروں میں ہاتھ پاؤں جکڑے ہوئے ہوں گے۔ تارکول کے لباس پہنے ہوں گے اور آگ کے شعلے ان کے چہروں پر چھائے جا رہے ہوں گے۔“

جہنمیوں کی حالت اور دوسرے عذاب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

«ما بين منكبى الكافر مسيرة ثلاثة أيام للراكب المسرع»

”کافر کے دو کندھوں کا درمیانی فاصلہ تیز رفتار سوار کی تین دن کی مسافت کے برابر ہو گا۔“ (متفق علیہ)

مسلم میں ہے کہ کافر کی داڑھ احد پہاڑ جیسی اور اس کی کھال انتہائی موٹی ہو گی۔[1]

امام نووی فرماتے ہیں: یہ اس وجہ سے ہو گا تاکہ کافر کو پوری طرح سزا دی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ایسا کرنا کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کے بتانے

---

۱ صحیح مسلم: ۱۸۶/۱۷

کے بعد اس پر ایمان لانا واجب ہے۔

صحیح بخاری میں آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص زکوۃ ادا نہیں کرتا۔ قیامت کے دن اس کا مال ایک اژدھے کی صورت میں اس کے جبڑوں کو پکڑ کر کہے گا میں تیرا مال ہوں۔ میں تیرا خزانہ ہوں۔ ایک روایت میں ہے وہ آدمی اس سے بھاگے گا۔ یہ اس کے پیچھے پہنچ کر اسے آلے گا اور اس کے گلے کا طوق بن جائے گا۔

جہنمیوں کے معنوی عذاب

فرشتے جہنمیوں کو آگ میں داخل ہونے سے پہلے زجر و توبیخ کریں گے فرمایا:

﴿كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ﴾ (الملک ۸،۹)

"جب بھی جہنم میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا۔ داروغے ان سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ وہ کہیں گے کیوں نہیں ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تو ہم نے جھٹلا دیا اور کہا کہ اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا ہے۔"

جہنمی ایک دوسرے پر لعنت کریں گے۔ ﴿كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا﴾

"جب بھی کوئی جماعت (جہنم میں) داخل ہوگی دوسری اس پر لعنت کرے گی۔"

تمام تعلق اور رشتے ناطے ختم ہو جائیں گے بلکہ ایک دوسرے سے بیزاری اور براءت کا اعلان کریں گے۔

﴿لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ﴾ (البقرہ:۱۶۷)

"اگر ہمیں دوبارہ (دنیا میں جانے کا) موقع مل جائے تو ہم ان (برے پیشواؤں سے اس طرح بری ہو جائیں گے جس طرح وہ ہم سے ہو گئے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ان کے اعمال ان پر حسرت بنا کر دکھائیں گے (اس سب کے باوجود) وہ

آگ سے نکلنے والے نہیں ہیں۔"

جہنمی اپنے واضح انجام کو دیکھ کر حسرت سے مہلت مانگیں گے لیکن دوبارہ مہلت نہیں ملے گی۔ فرمایا: ﴿ رَبَّنَآ اَبۡصَرۡنَا وَسَمِعۡنَا فَارۡجِعۡنَا نَعۡمَلۡ صَالِحًا اِنَّا مُوۡقِنُوۡنَ ﴾

"اے ہمارے رب ہم نے خوب دیکھ لیا اور سن لیا، اب ہمیں واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں، اب ہمیں یقین آگیا ہے۔" (السجدۃ:۱۲)

اللہ تعالیٰ جواب دیں گے: ﴿ اَوَلَمۡ تَكُوۡنُوۡۤا اَقۡسَمۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ مَا لَكُمۡ مِّنۡ زَوَالٍ ﴾

"کیا تم وہی لوگ نہیں ہو جو اس سے پہلے قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ ہم پر تو کبھی زوال آنا ہی نہیں ہے۔" (ابراہیم: ۴۴)

پھر وہ کہیں گے: ﴿ رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا نَعۡمَلۡ صَالِحًا غَيۡرَ الَّذِىۡ كُنَّا نَعۡمَلُ ﴾

"اے ہمارے رب ہمیں یہاں سے نکال لے تاکہ ہم نیک عمل کریں۔ ان اعمال سے مختلف جو پہلے کرتے رہے تھے۔" (فاطر:۳۷)

اللہ تعالیٰ جواب دیں گے: ﴿ اَوَلَمۡ نُعَمِّرۡكُمۡ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيۡهِ مَنۡ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيۡرُ ؕ فَذُوۡقُوۡا فَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ نَّصِيۡرٍ ﴾ (فاطر:۳۷)

"کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہ دی تھی جس میں کوئی سبق لینا چاہتا تو سبق لے سکتا تھا اور تمہارے پاس عذاب سے ڈرانے والا بھی آیا اب تم مزہ چکھو۔ ظالموں کا یہاں کوئی مددگار نہیں ہے۔"

ان کا جواب ہو گا: ﴿ قَالُوۡا رَبَّنَا غَلَبَتۡ عَلَيۡنَا شِقۡوَتُنَا وَكُنَّا قَوۡمًا ضَآلِّيۡنَ ۝ رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا مِنۡهَا فَاِنۡ عُدۡنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوۡنَ ﴾ (المومنون ۱۰۶، ۱۰۷)

"وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی چھا گئی۔ ہم واقعی گمراہ لوگ تھے۔ اے ہمارے رب ہمیں یہاں سے نکال دے پھر اگر ہم نے ایسا قصور کیا تو ہم ہی ظالم ہوں گے۔"

اللہ تعالیٰ جواب دیتے ہوئے فرمائیں گے:

﴿قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ﴾ (المومنون۱۰۸)

"میرے سامنے سے دور ہو کر اس میں پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ﴾ (ابراہیم:۲۱)

"اب تو ایک ہی بات ہے ہم آہ وزاری کریں یا صبر، ہمارے لیے بچ نکلنے کی کوئی صورت نہیں۔"

امام مالکؒ اس آیت کی تفسیر میں زید بن اسلم کا قول نقل کرتے ہیں کہ جہنمی سو سال صبر کریں گے پھر سو سال آہ وزاری کرتے رہیں گے پھر سو سال صبر کریں گے پھر کہیں گے: ﴿سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ﴾

"اب تو ایک ہی بات ہے ہم آہ وزاری کریں یا صبر، ہمارے لیے بچ نکلنے کی کوئی صورت نہیں۔" (ابراہیم:۲۱)

وہ عورتیں جن پر جنت حرام ہے

دوزخ کے احوال کا مطالعہ کرنے کے بعد ہر مسلمان اس سے بچنے کی خواہش کرے گا۔اس کی خواہش اس وقت پایہ تکمیل کو پہنچے گی جب وہ دوزخ میں لے جانے والے امور سے بچے گا۔ قرآن وسنت میں درج ذیل اوصاف کی حامل خواتین پر جنت کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

① مشرک

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا سب سے بڑا گناہ ہے جو نا قابل معافی ہے۔

فرمانِ ربانی ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ ﴾

”بے شک اللہ اپنے ساتھ شرک کرنے کو معاف نہیں کرتا اس کے علاوہ دوسرے گناہ جسے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔“ (النساء:۴۸)

مشرک مرد ہو یا عورت دونوں کے لیے ایک ہی حکم ہے۔البتہ ضعیف الاعتقاد ہونے کی وجہ سے عورتیں اس کا زیادہ ارتکاب کرتی ہیں۔جیسا کہ رسول اللہ نے قبیلہ دوس کی عورتوں کے حوالے سے فرمایا:

«لا تقوم الساعة حتى تضطرب أليات نساء دوس حول ذي الخلصة وكانت صنما تعبدها دوس في الجاهلية بتنالة»[1]

”قیامت قائم نہیں ہو گی حتی کہ دوس قبیلے کی عورتیں ذوالخلصہ بت کے گرد چکر لگائیں گی۔ ذوالخلصہ یمن کے مقام پر ایک بت تھا جس کی دوس قبیلہ جاہلیت میں پوجا کیا کرتا تھا۔“

رسول اللہ ﷺ نے وضاحت فرما دی کہ جس طرح قبیلہ دوس جاہلیت میں

---

۱ صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ:۲۹۰۶

ذوالخلصہ بت کی پوجا کیا کرتا تھا۔ اسلام لانے کے بعد رفتہ رفتہ ان کا عقیدہ اس قدر بگڑ جائے گا کہ ان کی عورتیں اسی بت کے گرد طواف شروع کردیں گی اور چکر لگایا کریں گی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ

- کلمہ پڑھنے کے بعد مسلمان بھی شرک کر سکتا ہے، لہذا یہ دعوی کہ مسلمان یا کلمہ گو مشرک نہیں ہو سکتا درست نہیں۔
- عورتیں نسبتاً شرک کی طرف زیادہ اور جلدی مائل ہو جاتی ہیں اور اس میں وہ اس حد تک جاسکتی ہیں کہ بتوں کے گرد طواف بھی کریں گی۔

لہذا اس کی قریبی صورتیں آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کیا مرد اور کیا عورتیں بہت سے مسلمان بزرگان دین کی قبروں اور مزاروں پر جا کر اسی طرح چکر لگا رہے ہوتے ہیں جس طرح طواف کیا جاتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ انہوں نے نیک لوگوں کے بت بنا لیے اور یہاں نیک لوگوں کی قبروں کو مرکز بنا لیا گیا ہے۔

اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت کرنا یا اللہ کے اختیارات کا مالک مخلوق کو سمجھنا، ان سے ڈرنا، پناہ لینا، مدد مانگنا، اپنی حاجات اور ضروریات کو ان کے سامنے رکھ کر پورا کرنے کی امید رکھنا، غیر اللہ کے لیے نذر و نیاز دینا، ذبح کرنا، قسم کھانا وغیرہ سب شرک کی قسمیں ہیں۔

شرک کی ہلاکت خیزی کے پیش نظر ہر مسلمان کو عقیدہ بالخصوص عقیدہ توحید کا مطالعہ کرنا چاہیے اور شرک کی ہر قسم سے بچنا چاہیے کہیں شرکیہ عمل سے اس کی زندگی بھر کی نیکیاں اکارت نہ چلی جائیں۔ جب صحیح عقیدہ توحید سمجھ میں آجائے گا تو خواتین جعلی پیروں، فقیروں، جادو ٹونے اور کہانت جیسے کفریہ اعمال سے اپنا دامن آسانی سے بچا لیں گی۔

② بظاہر لباس پہنے ہوئے برہنہ خواتین

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان روایت کرتے ہیں:

«صنفان من أهل النار لم أرهما بعد: قوم معهم سياط كأذناب البقر يضربون بها الناس، ونساء كاسيات عاريات مميلات مائلات رؤوسهن كأسنمة البخت المائلة،لا يدخلن الجنة ولا يجدن ريحها وإن ريحها لتوجد من مسيرة كذا وكذا» [1]

”جہنمیوں کی دو جماعتیں ایسی ہیں جنھیں میں نے ابھی تک نہیں دیکھا۔ ایک وہ قوم جن کے پاس گائیوں کی دموں جیسے کوڑے ہوں گے، جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے اور دوسری عورتوں کی ایسی جماعت جو کپڑے پہنے ہوئے بھی عریاں ہوں گی، وہ لوگوں کی طرف مائل ہونے والی اور دوسروں کو اپنی طرف مائل کرنے والیاں ہوں گی، ان کے سر بختی اونٹنیوں کی جھکی ہوئی کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ یہ جنت میں داخل نہ ہو سکیں گی بلکہ اس کی خوشبو بھی نہ پا سکیں گی جب کہ جنت کی خوشبو اتنے اتنے فاصلے سے پائی جاتی ہے۔“

امام نووی فرماتے ہیں: ”یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے معجزات میں سے ہے۔ عورتوں کی یہ دونوں قسمیں اس وقت معاشرے میں موجود ہیں۔“

کاسیات عاریات اس کے درج ذیل معانی بیان کیے گئے ہیں۔

اللہ کی نعمتیں استعمال کرنے والی اور اس کا شکر ادا نہ کرنے والی۔

ایک معنی ہے: اپنے بدن کا کچھ حصہ کپڑے سے ڈھانپنے والیاں اور کچھ حصے کو اظہار حسن وجمال اور بعض دیگر اغراض سے ننگا رکھنے والیاں۔

یہ معنی بھی بیان کیا گیا کہ اتنا باریک کپڑا پہننے والی جس سے جسم کا رنگ نظر آتا ہو۔

مائلات کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ عورتیں جو اپنے بالوں کی شاخ دار لٹیں بناتی ہیں۔

---

[1] صحیح مسلم، کتاب اللباس: ۲۱۲۸/۱۲۵

اپنے سروں کو بختی اونٹنیوں کی کوہان کی طرح بنانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے سر کے بالوں کو اوپر باندھ کر رکھنے والیاں ہوں گی۔ کام کاج کے دوران یا ویسے ہی بالوں کو اوپر کر کے باندھا جا سکتا ہے لیکن ان کو سختی سے باندھنا یا بڑا سا جونڈا بنانا یا زیادہ اوپر کر کے نمایاں کرتے ہوئے باندھنا اس وعید کا مستحق بنا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں پر حجاب فرض قرار دیا ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴾ (احزاب:۵۹)

"اے نبی اپنی بیویوں، بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادروں کو لٹکا لیا کریں۔ یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تا کہ وہ (بطور شریف مسلمان عورت کے) پہچان لی جائیں اور ستائی نہ جائیں۔ اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہے۔"

اسی طرح فرمایا: ﴿ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ ﴾ (احزاب ۳۳)

"اور سابقہ دورِ جاہلیت کی طرح سج دھج نہ دکھاتی پھرو۔"

اُمیمہ بنت رقیقہ نے نبی کریم ﷺ سے بیعت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«أبايعك على ألا تشركي بالله شيئا ولا تسرقي ولا تزني ولا تقتلي ولدك ولا تأتي ببهتان تفترينه بين يديك ورجليك ولا تنوحي ولا تبرجي تبرج الجاهلية الاولى»[1]

"میں تم سے ان امور پر بیعت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو گی چوری نہ کرو گی، بدکاری نہ کرو گی اور اولاد کو قتل نہ کرو گی اور نہ ہی کوئی بہتان باندھو گی نہ نوحہ کرو گی اور نہ تم سابقہ دورِ جہالت کی طرح زیب وزینت کا

---

۱ مسند امام احمد: ۲/ ۱۹۶

مظاہرہ کرو گی (بے پردہ پھرو گی)"

حجاب کے لئے درج ذیل شروط ہیں:

① تمام جسم کو چھپایا جائے: نقاب کے حجاب میں شامل ہونے کے بارے میں علما کی دو آراء ہیں۔ حجاب چادر کو کہتے ہیں یا نقاب کو۔

② حجاب خود زینت اور کشش والا نہ ہو۔ قرآن کریم نے زینت کے اظہار سے منع کیا ہے۔ جسم کو چھپانا مقصود ہے دکھانا نہیں: "ایسا زینت کا عمل یا عورت کا اس ذہن سے حصولِ زیبائش کرنا کہ وہ غیر مردوں کی نگاہوں میں حسین نظر آئے حتی کہ وہ حجاب اور پردہ بھی جس سے عورت اپنے آپ کو ڈھانپتی ہے، اگر وہ شوخ رنگ کا اور جاذب نظر ہو تاکہ دیکھنے والوں کی آنکھوں کو لذت و فرحت ملے تو یہ بھی زمانہ جاہلیت کی بے پردگی میں سے ہے۔"[1]

③ اس قدر تنگ نہ ہو کہ اس سے جسم کے اعضاء نمایاں ہوتے ہوں کھلا ڈلا ہو۔ یاد رکھیے سکن فٹنگ لباس پہننا حرام ہے جس کی فٹنگ جس قدر تنگ ہوتی جائے گی اس کی کراہت اور ناپسندیدگی اسی قدر بڑھتی جائے گی۔

④ حجاب کو کسی قسم کی کوئی خوشبو نہ لگائی جائے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے:

«أيما امرأة استعطرت فمرّت على قوم ليجدوا من ريحها فهي زانية»[2]

"جو عورت خوشبو لگا کر لوگوں کے پاس سے گزرتی ہے اور وہ اس کی خوشبو کو محسوس کرتے ہیں تو یہ عورت زانیہ ہے۔"

ابن حجر ھیثمی نے عورت کے خوشبو لگا کر گھر سے نکلنے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا

---

١ پردہ، مولانا مودودی، ص ٣٢

٢ صحیح ترمذی: ٢٧٨٦

ہے۔

⑤ حجاب کسی بھی طرح مردوں کے لباس سے مشابہہ نہ ہو و گرنہ پہننے والا ملعون ہو گا۔

⑥ شہرت اور نمود و نمائش والا نہ ہو۔

⑦حیاباختہ خواتین کے لباس کی تقلید میں نہ بنایا گیا ہو۔

اسلام نے حجاب کیوں فرض کیا ہے؟

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جب شریعت سے حجاب کی فرضیت ثابت ہو چکی ہے تو مزید کسی بحث کے بغیر حکم الٰہی کو بجالانا لازم ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ عقل سلیم شریعت کے ہر حکم کو تسلیم کرتی ہے کوئی بھی شرعی حکم عقل کے خلاف نہیں ہے ہاں اگر عقل ہی فاسد ہو جائے تو الگ بات ہے۔

عورت عمومی طور پر مردوں کی پسندیدگی کا موضوع ہے۔ اسی طرح عورت کی طبیعت یہ ہے کہ وہ خود نمائی، تعریف اور زیب وزینت کے اظہار کو پسند کرتی ہے۔ اسلام نے اسے کسی بھی شر سے بچانے کیلئے ابتداء سے ہی حجاب لازم کر دیا۔ اس طرح وہ بہت سے مفاسد سے محفوظ ہو جاتی ہے اور دوسروں کے لیے بھی فتنہ نہیں بنتی۔

مغرب پر تعجب ہوتا ہے کہ وہ بے حجاب خواتین کا خوش دلی سے استقبال کرتے ہیں ان کی عقلیں ایسی خواتین کو پسند کرتی ہیں ان پر کوئی تنقید نہیں۔ مثال کے طور پر عیسائی ننوں کا لباس یا حیاباختہ اداکاروں کا لباس اسی طرح ہندوستان کی خواتین بھاری بھر کم ساڑھیاں پہنتی ہیں ان پر بھی کوئی تنقید نہیں۔ یہ تنقید اور اعتراض صرف اسلام اور حجاب کے لئے ہی رہ گیا ہے۔ مصر میں خواتین پوری عبایا پہن کر دنیا بھر کی خواتین سے بہتر کام کرتی ہیں عبایا ان کے کام کے لئے رکاوٹ نہیں ہے۔ ایک خاتون ڈاکٹر یا استاد کے لئے بھی حجاب کام میں رکاوٹ نہیں ڈالتا ہے۔ حجاب شرعی حکم ہے۔ شریعت

خلاف عقل یا کسی تکلیف اور نقصان کے لئے نہیں ہے۔

اے مسلمان بہن! زیب و زینت کے اظہار کے طریقوں اور بے حجابی سے بچ جاؤ اگر ایسا نہ کیا اور اللہ تعالیٰ سے معافی نہ مانگی تو اہل نار میں سے ہو جانے کا خطرہ ہے۔

③ بدکارہ عورت

اللہ تعالیٰ نے زنا کو حرام قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴾ (الاسراء:۳۲)

"اور تم زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔ یقیناوہ بے حیائی اور بہت ہی برا راستہ ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی یہ صفت بیان فرمائی ہے کہ وہ زنا نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے زانی کا تذکرہ مشرک کے ساتھ کیا ہے فرمایا:

﴿ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۡ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَ حُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (النور:۳)

"زانی نہ نکاح کرے مگر زانیہ کے ساتھ یا مشرکہ کے ساتھ اور زانیہ کے ساتھ نکاح نہ کرے مگر زانی یا مشرک اور یہ اہل ایمان پر حرام کر دیا گیا ہے۔"

اسلام میں زنا کی حرمت بالکل واضح ہے۔ حتی اس کے قریب جانے سے بھی منع فرمایا ہے (وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓی) یعنی اس کے مقدمات سے بچو۔ اس طرح شریعت نے وہ تمام راستے بند کر دیئے جو زنا کی طرف لے جاتے ہیں یا اس کا ذریعہ ہیں۔ اس لئے مخلوط مجالس، غیر محرم سے غیر ضروری گفتگو، بے تکلفی سے ملنا ملانا اور اس طرح کے تمام امور شریعت کی نظر میں حرام ہیں۔

عن أبي هريرة: أنه ﷺ قال: «كتب على ابن آدم نصيبه من الزنا لا محالة، فالعينان زناهما النظر، والاذنان زناهما الاستماع، واللسان زناه الكلام واليد زناها البطش، والرجل زناها الخطى، والقلب يهوى

ويتمنى ويصدق ذلك الفرج أو يكذبه»[1]

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر انسان کا زنا سے ایک حصہ ہے۔ آنکھوں کا زنا (حرام اور ممنوع اشیاء کا) دیکھنا ہے۔ کانوں کا زنا سننا ہے۔ زبان کا زنا بولنا ہے۔ ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے۔ پاؤں کا زنا چلنا ہے دل خواہش اور تمنا کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔"

یہ حدیث (وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓی) کی تفسیر ہے۔ زنا اچانک اور ایک دم نہیں ہوتا۔ اس کے بہت سے ابتدائی مراحل ہیں جن سے گزر کر یہ تکمیل کو پہنچتا ہے۔ لہٰذا زنا سے بچنے کے لئے اپنی آنکھوں، کان، زبان، ہاتھ اور پاؤں کو غیر شرعی اور حرام امور سے بچانا ہو گا۔ جن باتوں کو ہم معمولی سمجھتے ہیں یہی گناہ کا ذریعہ اور سبب بن جاتے ہیں۔ یہ کوئی معمولی گناہ نہیں ہے اس سے شریعت اور ایمان کا قتل ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: « لايزني الزاني حين يزني وهو مؤمن»

"زانی حالت زنا میں ایمان سے خالی ہوتا ہے۔"

زنا کبیرہ گناہ ہے:

عن عبد الله بن مسعود أنه ﷺ سئل: «أي الذنب أعظم؟ قال: أن تجعل لله نداً وهو خلقك فقيل: ثم أي؟ قال: أن تقتل ولدك خشية أن يطعم معك قال: ثم أي؟ قال: أن تزاني حليلة جارك»[2]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سا گناہ سب سے بڑا ہے۔ فرمایا: تمہارا اللہ کا شریک بنانا حالانکہ اس نے

---

۱ صحیح بخاری:۵۷۷۴، مسلم:۵۷۱

۲ صحیح بخاری: ۷۷۴۴، صحیح مسلم: ۸۶

تمہیں پیدا کیا ہے۔ پوچھا گیا پھر کون سا؟ فرمایا: تمہارا اولاد کو اس ڈر سے قتل کرنا کہ وہ تمہارے ساتھ (تمہارا حصہ) کھائے گی۔ پوچھا پھر کون سا گناہ بڑا ہے؟ فرمایا: تمہارا اپنے ہمسائے کی بیوی سے بدکاری کرنا"

عن أبی هريرة أنه ﷺ قال: «ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة، ولا يزكيهم ولا ينظر إليهم، ولهم عذاب أليم: شيخ زان، وملك كذاب، وعائل مستكبر»[1]

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین آدمیوں سے کلام نہیں فرمائیں گے نہ ان کو گناہوں سے پاک کریں گے نہ ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ بوڑھا زانی، جھوٹا حکمران اور غریب متکبر۔"

بدکاری کی سزا

صحیح بخاری میں سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ تنور کی طرح ایک گڑھا ہے جس میں شور اور آوازیں ہیں۔ جب اس میں جھانکا تو دیکھا کہ اس میں عریاں مرد و خواتین ہیں ان کے نیچے سے آگ کا شعلہ بلند ہوتا ہے جب ان تک پہنچتا ہے تو وہ چیخ و پکار کرتے ہیں پھر آپ ﷺ کو بتایا گیا یہ بدکار مرد اور بدکار عورتیں ہیں۔

شریعت نے دنیا میں بدکاروں کے لئے حد مقرر کی ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ **غیر شادی شدہ بدکار:** بدکار مرد ہو یا عورت دونوں کو سو سو کوڑے مارے جائیں گے۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ ﴾

---

۱ صحیح مسلم، کتاب الایمان: ۱۰۷

”بدکار عورت اور بدکار مرد ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔ اور اللہ کے دین (پر عمل کرتے ہوئے) ان دونوں کے بارے میں نرمی نہیں آنی چاہئے۔“

۲۔ **شادی شدہ بدکار:** شادی شدہ بدکار مرد ہو یا عورت دونوں کو سنگسار کیا جائے گا حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح مسلم میں موجود ہے جس میں ماعز اور غامدیہ کو رجم کرنے کا واقعہ تفصیل سے موجود ہے۔

اگر ان شرعی حدود کو نافذ کر دیا جائے تو یہ گناہ کم ہو سکتا ہے۔

اسلام نے زنا کیوں حرام قرار دیا ہے؟

یہ دیگر بہت سے گناہوں کا سبب بنتا ہے۔ مثلاً زانی اپنے گناہ کو چھپانے کے لیے وضع حمل کے ذریعے ایک جان کو ناحق قتل کرتے ہیں۔

① بسا اوقات لڑکی کے اولیاء خود لڑکی کو ہی قتل کر دیتے ہیں۔ مزید یہ کہ اس سے دشمنیاں اور لڑائی جھگڑے پھوٹ پڑتے ہیں۔

② اس سے نسب میں اختلاط واقع ہوتا ہے۔ زنا کی اولاد کو دوسرے کی میراث میں شامل کر دیا جاتا ہے جس کا وہ حق نہیں رکھتا یہ ملاوٹ، دھوکے اور چوری کی ایک صورت ہے۔

③ معاشرتی اور سماجی خرابیوں کا باعث بنتا ہے۔

④ یہ پوری دنیا کے فساد اور اللہ تعالیٰ کے غضب کے نزول کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

حضرت عائشہ کی متفق علیہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان موجود ہے:

« يا أمة محمد ما من أحد أغير من الله أن يزني عبده أو تزني أمته، يا أمة محمد: لو تعلمون ما أعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا»

”اے اُمت محمد یہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی غیرت والا نہیں ہے۔ اللہ کو اس

بات سے غیرت آتی ہے کہ اس کا بندہ یا بندی بدکاری کرے اگر تم وہ باتیں جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنسا کرو اور زیادہ رویا کرو۔"

قیامت کی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ زنا عام ہو جائے گا۔ مسند احمد میں عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«ما ظهر في قوم الزنا أو الربا إلا أحلوا بأنفسهم العذاب»

"جس قوم میں زنا یا سود عام ہو جائے اس میں عذاب آجاتے ہیں۔"

اس وقت دنیا میں مختلف بیماریوں مثلاً ایڈز، کینسر اور دیگر نت نئی بیماریوں کی کثرت، قدرتی آفات اور گھریلو پریشانیاں دراصل عذاب ہی کی مختلف صورتیں ہیں۔

کرنے کے کام

آغاز سے ہی اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جائے۔ بچوں کے حلقہ احباب پر نظر رکھی جائے جہاں خرابی محسوس ہو حکمت بھرے طریقے سے اس کی اصلاح کی جائے۔ زندگی سے متعلق کسی بھی شعبے کو غیر اہم نہ سمجھا جائے۔ مثلاً لباس کو دیکھ لیں مجال ہے بازار میں پورے بازو اور پوری ٹانگوں والا لباس مل جائے۔ بچیوں کے ریڈی میڈ کپڑے عموماً اسی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ بازوؤں اور کندھوں پر محض دو تنیاں رہ گئی ہیں۔ ہم اسے معمولی سمجھ کر یا یہ کہہ کر نظر انداز کر دیتے ہیں ابھی تو یہ چھوٹی بچی ہے یہ سوچ اور فکر تربیت اور اخلاق میں بگاڑ کا ذریعہ بنتی ہے۔

زنا سے بچاؤ کی تدابیر

① بدکار اللہ تعالیٰ سے اپنے اس برے عمل کی معافی مانگیں۔

② وقت پر شادی کی جائے۔ اگر کوئی مسئلہ یا رکاوٹ ہو تو عفت کی زندگی گزاری جائے اور اس کے لئے سب سے بڑا معاون روزہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ (النور: ٣٣)

”جو لوگ نکاح کی طاقت نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ وہ عفت اختیار کریں حتی کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی فرمادے۔“

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءة فلیتزوج، ومن لم یستطع فعلیه بالصوم فإنه له وجاء»

”اے نوجوانوں کی جماعت جو تم میں سے نکاح (کے لوازمات اور وسائل) کی طاقت رکھتا ہے اسے چاہئے کہ نکاح کرلے اور جو طاقت نہیں رکھتا وہ روزے کو اختیار کرے، یہ روزہ اس کے لئے (گناہ میں پڑنے سے) ڈھال ہے۔“

③ اپنی نظر کو ہر جگہ اور ہمیشہ جھکا کر رکھا جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ﴾ (النور: ٣٠)

”مومنوں سے کہہ دیجئے وہ اپنی نظریں جھکا کر رکھیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔“

﴿وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾

”اور مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نظریں جھکائے رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔“

بد نظری گناہ ہے۔ اور یہ گناہ کا پیغام بھیجنے کا ذریعہ ہے سیدنا جریر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک نظر پڑنے کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی نظر ہٹالو۔ (صحیح مسلم)

اگر اس بارے میں بھول یا کوتاہی ہو تو یہ آیت کریمہ یاد کرلینی چاہئے۔

﴿ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ﴾ (العلق:۱۴)

”کیا یہ نہیں جانتا کہ یقیناً اللہ دیکھ رہا ہے۔“

④ راستوں میں بیٹھنے اور کھڑے ہونے سے بچا جائے۔ اگر راستے میں ٹھہرنا پڑے تو پھر اس کا حق ادا کیا جائے اور وہ حق یہ ہے۔ نظر کو جھکانا، تکلیف دہ چیز کو دور کرنا۔ سلام کا جواب دینا، بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

⑤ غیر محرم سے مصافحہ کرنا حرام ہے۔ اس سے بچا جائے۔

⑥ خلوت اور مخلوط مجالس سے بچا جائے۔ یہ اصل فساد اور خرابی کی جڑ ہے۔

⑦ خواتین شرعی حجاب کا اہتمام کریں۔

⑧ ہر قسم کے آڈیو، ویڈیو اور تحریری بے ہودہ مواد سے بچا جائے۔ مثلاً فلمیں، ڈرامے اور فضول رسائل و جرائد۔

⑨ نکاح کو آسان بنایا جائے۔ شادی بیاہ کے موقع پر اختیار کی جانے والی رسومات میں پیسے کو ضائع ہونے سے بچایا جائے۔ حق مہر مناسب اور شرائط آسان رکھی جائیں۔

۱۰۔ ضرورت کے وقت ایک سے زائد شادیوں کی سہولت سے فائدہ اٹھایا جائے۔

④ نوحہ اور بین کرنے والی:

اللہ رب العزت اور رسول اللہ ﷺ نے نوحہ اور بین کرنے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نوحہ، بین اور اس کے کرنے والے سے برأت کا اظہار فرمایا ہے۔ آپ نے خواتین سے بین نہ کرنے پر بیعت لی ہے اور بین کرنے والی کو جہنم کی وعید دی ہے۔ خواتین کے ایسا کرنے کے عموماً دو مقاصد ہوتے ہیں: ۱۔ اپنے غم کا اظہار کرنا ۲۔ میت کو فائدہ پہنچانا۔

ان مقاصد کے حصول کے لئے شرعی تعلیمات کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ قرآن

کریم نے مصیبت پر صبر کرنے کی تلقین کی ہے اس پر عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھنی چاہئے اور یاد رکھیے اصل صبر صدمے کے آغاز میں ہوتا ہے۔ بعد میں تو ہر ایک کو ہی صبر آ جاتا ہے۔ پھر میت کے لئے استغفار کرنا چاہئے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے تعلیم دی ہے۔

عن عثمان أنه ﷺ قال: «بعد دفن الميت استغفروا لأخيكم، وسلوا له بالتثبيت فإنه الآن يسأل»[1]

"سیدنا عثمان روایت کرتے ہیں کہ میت کو دفن کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور اس کے لئے ثابت قدمی کی دعا کرو اس وقت اس سے سوال ہو رہا ہے۔"

یہ حکم مرد و خواتین دونوں کے لئے ہے۔ میت کو دعاؤں کی ضرورت ہے۔ رونے پیٹنے کا، آہ وزاری کرنے کا اسے تو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا البتہ یہ عمل کرنے والا شریعت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بہت سی بدعات و خرافات کا مرتکب ہوتا ہے۔

⑤ ماتم کرنا، راستہ روک کر تعزیت کے لئے بیٹھ جانا:

امام نووی فرماتے ہیں: امام شافعی، ابو اسحق اور تمام علماء تعزیت کے لئے بیٹھے رہنے کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ گھر والوں کا بیٹھے رہنا کہ لوگ آ آکر ان سے تعزیت کریں، مناسب نہیں ہے بلکہ وہ اپنے معاملات دیکھیں اس دوران اگر کوئی مل جائے تو وہ ان سے تعزیت کرلے۔[2]

اس میں حکمت یہ ہے کہ گھر والوں کے غم کو بار بار تازہ نہ کیا جائے اور انہیں بے جا تکلیف میں مشغول نہ رکھا جائے۔ بلکہ جب ملیں یا بات ہو تو حوصلہ دیں اور صبر کی

---

۱ سنن ابو داؤد: ۳۲۲۱

۲ المجموع: ۵/ ٦١

تلقین کریں۔

اسی طرح میت پر تیجا، ساتواں، دسواں، چالیسواں یا سالانہ برسی کی اسلام میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یہ سب جہالت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اگر اس میں ذرا بھی خیر یا دین داری ہوتی تو صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہ معاملات ضرور کرتے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ایسا سکھایا نہیں اور صحابہ کرام نے عمل کیا نہیں تو ہمیں بھی اس کی ضرورت نہیں ہے۔

فوتگی پر کھانا صرف گھر والوں کے لئے ہونا چاہئے۔ تعزیت کے لئے آنے والوں یا محلہ داروں کے لئے کھانے کی ضرورت نہیں۔ اس موقع پر لوگ عموماً شہرت اور نمود و نمائش کے لئے اچھے کھانے پکاتے ہیں جس پر باقاعدہ فخر کیا جاتا ہے۔ کھانا پکانے والوں کے لئے بھی عجیب و غریب قسم کے خود ساختہ اصول اور قوانین مختلف طریقوں سے مختلف علاقوں میں رائج ہیں۔

بہت سے لوگ استطاعت نہ رکھنے کے باوجود ان خود ساختہ رسموں کو نبھانے کے لئے قرض لے کر بھی کھانا پکاتے ہیں۔ اس طرح یہ سنت کے مخالف اور اخلاص کے بغیر محض بوجھ بن کر رہ جاتا ہے۔ میت کے اہل خانہ کے لئے کھانا تیار کرنے کی ترغیب رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت پر آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ آلِ جعفر کے لئے کھانا تیار کرو، کیونکہ انہیں غم پہنچا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اہل خانہ اپنے غم کی وجہ سے کھانا تیار نہیں کر سکتے اب کھانا مہیا کرنا دیگر لوگوں کی ذمہ داری ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ میت کے گھر والوں کے لئے تلبینہ (جو اور شہد کو ملا کر تیار کیا جانے والا کھانا) تیار کرنے کے لئے کہتیں اور رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نقل فرماتی ہیں:

«التلبينة مجمّة لفؤاد المريض، تذهب ببعض الحزن»[1]

”تلبینہ دل کو تقویت دیتا اور غم کو کم کر دیتا ہے۔“

میت کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کرنے کی حکمت یہ ہے کہ ایک تو وہ غم کی وجہ سے کھانا تیار نہیں کر سکتے دوسرا ایسا عمدہ کھانا ہو جو ان کے ڈھارس بندھانے اور غم ہلکا کرنے میں معاون ہو۔ یہ کھانا صرف اہل خانہ کے لئے ہے۔ تعزیت کے لئے آنے والوں، محلہ داروں یا برادری کے لئے نہیں ہے۔ قرب وجوار میں سے یا رشتہ داروں میں سے جو بھی طاقت رکھتا ہو کھانا تیار کرے۔ یہ کسی مخصوص رشتے کے لئے خاص نہیں ہے۔

فوتگی پر لواحقین کے لئے کرنے کے کام

① نوحہ اور بین سے بچنا چاہیے

عن عبد الله قال: قال النبیﷺ: «لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعا بدعوی الجاهلیة»[2]

”جس نے رخساروں کو پیٹا، گریبان پھاڑا اور جاہلیت کی طرح واویلا کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

لیس منا کا مطلب ہے۔ اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں یا یہ ہمارا طریقہ کار نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمایئے رسول اللہ ﷺ ان اعمال اور ان کے مرتکبین کے خلاف کس قدر سخت رویہ اپنائے ہوئے ہیں۔

وعن عبد الرحمن بن عوف قال: قال رسول اللهﷺ: «ما نهيت

---

۱ صحیح بخاری: ۵۴۱۷، صحیح مسلم: ۲۲۱۶

۲ صحیح البخاری: ۱۳۹۴، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم ضرب الخدود وشق الجیوب والدعا بدعوی الجاهلیة: ۱/ ۹۹

عن البكا وإنما نهيت عن النوح»[1]

”عبد الرحمن بن عوف رسول اللہ ﷺ کا فرمان روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں رونے سے نہیں روکتا میں تو نوحہ کرنے سے منع کرتا ہوں۔“

ابو بردہ بن ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ ابو موسی شدید تکلیف سے بے ہوش ہوگئے ان کا سر ان کی اہلیہ کی گود میں تھا۔ اہل خانہ میں سے ایک عورت چیخنے لگی۔ ابو موسیٰ کوئی جواب دینے کی پوزیشن میں نہ تھے جب افاقہ ہوا تو فرمایا:

"أنا بريئ مما بريئ منه رسول الله، فإن رسول الله بريئ من الصالقة و الحالقة و الشاقة"[2]

”جس سے رسول اللہ ﷺ نے برأت کا اعلان فرمایا ہے میں بھی اس سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ بے شک رسول اللہ ﷺ الصالقہ (مصیبت کے وقت اونچی آواز سے نوحہ کرنے والی) الحالقہ (مصیبت پر بال منڈوانے والی) اور الشاقۃ (مصیبت کے وقت اپنے کپڑے پھاڑنے والی) سے بری الذمہ ہیں۔“

الصالقۃ کا ایک معنی چہرے کو پیٹنے والی بھی کیا گیا ہے۔

امام نووی نے دعویٰ الجاھلیۃ کا معنی نوحہ کرنے والی، میت پر اونچی آواز سے بین ڈالنے والی اور اس جیسے کام کرنے والی بیان کیا ہے۔[3]

اُم عطیہ روایت کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

"أخذ علينا النبی ﷺ عند البيعة أن لا ننوح"[4]

”بیعت کرتے وقت رسول اللہ ﷺ نے ہم سے وعدہ لیا کہ ہم نوحہ نہیں

---

۱ شرح السنۃ للبغوی: ۱۵۳۵، ۵/ ۴۳۷
۲ صحیح بخاری: ۱۲۹۶، مسلم ۱۶۷، ۱۰۴
۳ شرح مسلم للنووی: ۱۲
۴ صحیح بخاری: ۳/ ۲۱۰: سنن نسائی: ۴/ ۱۶

کریں گی۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول روایت کرتے ہیں:

«الميت يعذب فى قبره بما نيح عليه»[1]

"میت پر نوحہ کرنے کی وجہ سے قبر میں اسے عذاب دیا جاتا ہے۔"

یہ اس وقت ہے جب میت کا اپنا طریقہ کار بھی یہی تھا اور وہ اس عمل کو پسند کرتا تھا۔ اگر وہ اس عمل کو ناپسند کرتے ہوئے روکتا رہا تو اس صورت میں اسے عذاب نہیں دیا جائے گا۔

ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«النياحة من أمر الجاهلية وإن النائحة إذا ماتت ولم تتب قطع الله لها ثيابا من قطران و درعا من لهب النار»[2]

"نوحہ کرنا جاہلیت کے طریقوں میں سے ہے۔ اگر نوحہ کرنے والی توبہ کے بغیر مر گئی تو اللہ تعالیٰ اسے گرم تانبے کا لباس اور آگ کی چادر پہنائیں گے۔"

عن ابن عباس قال: لما فتح رسول الله ﷺ مكة رنّ ابليس رنّة اجتمعت إليه جنوده فقالوا: أيئسوا أن تردوا أمة محمد على الشرك بعد يومكم هذا ولكن افتنوهم فى دينهم وأفشوا فيهم النوح[3]

"عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کر لیا تو ابلیس بے طرح رونے لگا۔ اس کے پاس اس کے کارندے جمع ہو گئے اور

---

۱ صحیح بخاری:۱۲۹۲، صحیح مسلم کتاب الجنائز، باب المیت یعذب ببکاء أهله علیه ۹۲۷، ۲/۶۳۹، النسائی: ۴/۱۷

۲ سنن ابن ماجہ:۱۵۸۱

۳ اخرجہ الطبرانی فی 'الکبیر' کمافی 'المجمع' ۳/۱۶۔ وقال الہیثمی ورجالہ موثقون

کہنے لگے اب تم اس بات سے مایوس ہو جاؤ کہ امت محمدیہ کو دوبارہ شرک میں لوٹا دو گے، لیکن ان کو ان کے دین کے بارے میں فتنے میں مبتلا کر دو اور ان میں نوحہ کرنا پھیلا دو۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«صوتان ملعونان فی الدنیا والاخرة، مزمار عند نعمة ورنة عند مصیبة»[1]

"دو آوازوں پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی ہے۔ نعمت (خوشی) کے موقع پر مزمار (ایک ساز کا نام ہے) اور مصیبت کے وقت آہ وبکا کی آواز۔"

وعن أسيد بن أبى أسيد عن امرأة من المبايعات قالت: كان فيما أخذ علينا رسول الله فى المعروف الذى أخذ علينا أن لا نعصيه فيه: أن لا نخمش وجها ولا ندعو ويلاً ولا نشق جيبا وأن لا ننشر شعراً[2]

"اسید بن ابو اسید رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے والی ایک صحابیہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر ہم سے ان باتوں کا وعدہ لیا کرتے تھے کہ ان امور میں ہم آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔ اپنے چہرے کو نہیں نوچیں اور ماریں گی، واویلہ نہیں مچائیں گی، گریبان اور کپڑے نہیں پھاڑیں گی اور اپنے بالوں کو مصیبت کے وقت نہیں بکھیریں گی۔"

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمن بن

---

۱ اخرجہ البزار کمافی 'المجمع' ۳/۱۶ وقال الهيثمى ورجاله ثقات

۲ سنن ابو داؤد: ۳۱۳۱

عوف کا ہاتھ پکڑا اور اپنے بیٹے ابراہیم کی طرف چل پڑے تو دیکھا کہ وہ جان کنی کے عالم میں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے اپنی گود میں لے لیا اور رونے لگے۔ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کی: کیا آپ ﷺ رو رہے ہیں؟ کیا آپ ﷺ ہمیں رونے سے منع نہیں فرماتے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

«لا ولكن نهيت عن صوتين أحمقين فاجرين، صوت عند مصيبة خمش وجوه وشق جيوب ورنّة الشيطان»[1]

”نہیں مجھے دو گناہ گار آوازوں سے روکا گیا ہے۔ مصیبت پر آواز نکالنے چہرے کو نوچنے، کپڑے پھاڑنے اور شیطان کی طرح چیخ و پکار کرنے سے۔“

ایک اور روایت میں یوں ہے:

فأخذ رسول الله ﷺ إبراهيم فقبّله وشمّه ثم دخلنا عليه بعد ذلك وإبراهيم يجود بنفسه فجعلت عينا رسول الله تذرفان، فقال له عبد الرحمن بن عوف وأنت يا رسول الله؟ فقال: يا ابن عوف إنها رحمة ثم أتبعها بأخرى فقال ﷺ: «إن العين تدمع والقلب يحزن، ولا نقول إلا ما يرضى ربنا، وإنا بفراقك يا إبراهيم لمحزونون»[2]

”رسول اللہ ﷺ نے ابراہیم کو پکڑا، بوسہ لیا، ساتھ لگایا پھر جب ہم آپ کے پاس آئے تو ابراہیم جان کنی کے عالم میں تھے، رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ آپ (رو رہے ہیں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے

---

۱ جامع ترمذی:۱۰۱۱

۲ صحیح بخاری:۱۳۰۲، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب رحمتہ و تواضعہ ۱۵، ۶۲، ابوداؤد: ۳۱۲۶

ابن عوف یہ (رونا) رحمت ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں، دل غمگین ہے مگر ہم وہی بات کہیں گے جس سے ہمارا رب راضی ہے اور اے ابراہیم تیری جدائی سے ہم بڑے غمزدہ ہیں۔"

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«إن الله لا يعذب بدمع العين ولا بحزن القلب ولكن يعذب بهذا وأشار إلى لسانه»[1]

"بے شک اللہ تعالیٰ آنکھ کے رونے اور دل کی پریشانی پر عذاب نہیں دے گا لیکن عذاب تو اس کی وجہ سے دیا جائے گا، اور آپ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا۔"

اس سے معلوم ہوا کسی فوتگی، مصیبت یا بیماری پر رونا جائز ہے۔ ایسے میں دل کا افسردہ، پریشان اور غمگین ہو جانا ایک فطری امر ہے جس سے شریعت منع نہیں کرتی بلکہ یہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے دلوں میں پیدا فرمائی ہے۔ البتہ نوحہ کرنا، بین ڈالنا، آہ وزاری کرنا، اپنے آپ کو مارنا، کپڑے پھاڑنا، اللہ تعالیٰ یا فرشتوں سے شکوے شکایت اور نامناسب باتیں کہنا ممنوع اور مذموم ہیں۔ اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا: «ولا نقول إلا ما يرضى ربنا» "ہم صرف وہی بات کہیں گے جس سے ہمارا رب راضی ہے۔" امام نووی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔ شیطان کے طریقوں سے بچو۔ آنکھ اور دل کا عمل اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور رحمت ہے۔ جبکہ ہاتھ اور زبان کے افعال شیطان کی طرف سے ہیں۔[2]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

---

۱ صحیح البخاری: ۱۰۴ مسلم: ۱۲، ۹۲۴

۲ ابن سعد نے الطبقات میں روایت کیا ہے: ۳/ ۲۹۰

"دعهن يبكين على أبى سليمان، مالم يكن نقع أو لقلقة، النقع: التراب على الرأس و اللقلقة: الصوت"[1]

''ان خواتین کو ابو سلیمان پر رونے دو جب تک یہ سر پر مٹی نہیں ڈالتی یا آواز نہیں نکالتیں۔''

حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب قیس بن عاصم فوت ہونے لگے تو اپنے بیٹوں کو بلایا اور کہا:

"يا بنى خذوا عنى فإنكم لن تأخذوا عن أحد هو أنصح لكم منى، لا تنوحوا على، فإن رسول الله لم ينح عليه وقد سمعت النبى ﷺ ينهى عن النياحة، وكفنونى فى ثيابى التى كنت أصلى فيها"[2]

''اے میرے بیٹو تم مجھ سے کچھ باتیں سیکھ لو جو تم مجھ سے بڑھ کر کسی خیر خواہ سے نہیں سیکھ سکتے۔ تم مجھ پر نوحہ نہ کرنا یقیناً اللہ کے رسول ﷺ پر نوحہ نہیں کیا گیا اور میں نے نبی کریم ﷺ کو نوحہ سے منع فرماتے ہوئے سنا ہے۔ اور تم مجھے میرے نماز کے کپڑوں میں کفن دینا۔''

② میت کا قرض ادا کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا:

«نفس المومن معلقة بدينه حتى يقضى عنه»[3]

''مومن کی جان اس کے قرض کے ساتھ معلق رہتی ہے۔ یہاں تک کے وہ ادا کر دیا جائے۔''

---

۱ صحیح البخاری: ۳/۱۹۱

۲ صحیح البخاری، کتاب الادب المفرد، ص ۲۸۰

۳ جامع ترمذی: ۱۰۸۵، مسند احمد: ۴۴۰

یعنی مومن کی جان کو اس کے معزز مقام سے روک لیا جاتا ہے یہ بھی کہا گیا کہ اس کا معاملہ موقوف کر دیا جاتا ہے اس کے بارے میں نجات یا ہلاکت کا فیصلہ، اس وقت تک نہیں کیا جاتا جب تک اس کا قرض ادا نہیں ہو جاتا۔[1]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان روایت کرتے ہیں:

«القتل فی سبیل اللہ یکفر کل شی إلا الدین»[2]

"اللہ کے راستے میں شہید ہو جانا قرض کے علاوہ ہر گناہ کا کفارہ بن جاتا ہے۔"

③ میت کی وصیت اور وعدے کو پورا کیا جائے

شرید بن سوید الثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کہ میری والدہ نے وصیت کی ہے کہ اس کی طرف سے لونڈی آزاد کی جائے اور میرے پاس ایک حبشے والی لونڈی ہے۔ کیا یہ بات میرے لئے کافی ہے کہ میں اسے والدہ کی طرف سے آزاد کر دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«ائتنی بها فقال لها النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من ربك؟ قالت اللہ قال من أنا؟ قالت: أنت رسول اللہ۔ قال فأعتقها فإنها مؤمنة»[3]

"اسے میرے پاس لے آؤ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تیرا رب کون ہے؟ اس نے کہا اللہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: میں کون ہوں؟ اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے آزاد کر دو۔ یہ مومنہ ہے۔"

---

۱ تحفۃ الاحوذی: ۴/ ۱۹۳

۲ صحیح مسلم، کتاب الإمارۃ، باب من قتل فی سبیل اللہ کفرت خطایاہ إلا الدین ۱۸۸۶

۳ سنن نسائی: ۶/ ۲۵۲ کتاب الوصایا، باب فضل الصدقة علی المیت

④ میت کی طرف سے صدقہ دیا جائے

عن عائشة أن رجلا قال للنبیﷺ: «إن أمی افتلتت نفسها وأراها لو تكلمت تصدقت أفأتصدق عنها؟ قال: نعم تصدق عنها»[1]

"سیدہ عائشہ سے مروی ہے ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی میری والدہ اچانک فوت ہوگئی اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر انہیں بولنے کا موقع ملتا تو وہ صدقہ کرتی۔ کیا میں اس کی طرف سے صدقہ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اس کی طرف سے صدقہ کرو۔"

اس حدیث سے میت کی طرف سے صدقہ کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اس صدقہ کا اجر و ثواب دینے والے اور میت دونوں کو پہنچتا ہے۔ تمام فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ میت کی طرف سے نفلی صدقہ کرنا مستحب ہے واجب نہیں ہے۔ اگر میت کے ذمہ مالی حقوق ثابت ہو جائیں تو انہیں ترکہ میں سے ادا کرنا واجب ہے خواہ میت نے اس کی وصیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ جیسا کہ زکوٰۃ، نذر، کفارہ یا پھر کسی فرد کا قرض ہو تو وہ بھی چکانا ضروری ہے۔ اگر میت کوئی ترکہ نہ چھوڑے تو ورثاء کے ذمہ قرض کی ادائیگی لازم نہیں ہے لیکن ورثاء یا دیگر افراد کے لئے بہتر ہے کہ وہ اسے ادا کریں۔[2]

عن أبی هريرة أن رسول الله قال: «إذا مات الإنسان انقطع عنه عمله إلا من ثلاثة: إلا من صدقة جارية أو علم ينتفع به أو ولد صالح يدعو له»[3]

---

١ صحیح البخاری، کتاب الوصایا: ۲۷۶۰، صحیح مسلم: ۱۲، ۱۰۰۴

۲ امام نووی نے شرح مسلم میں یہ تشریح فرمائی ہے: ۱۱/ ۸۴

۳ صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ: ۳/ ۱۲۵۵

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان فوت ہو جائے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے، سوائے تین ذرائع کے۔ صدقہ جاریہ، نفع دینے والا علم اور دعا کرنے والی اولاد۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موت کے ساتھ انسان کی نیکی کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں۔ اب اس کے لئے ثواب حاصل کرنے کے لئے یہ تین ذرائع رہ جاتے ہیں۔ اولاد انسان کی کمائی ہوتی ہے۔ اسی طرح تعلیم یا تصنیف باقی رہتی ہے اور صدقہ جاریہ وقف کی صورت میں ثواب کے حصول کے ذریعے کے طور پر باقی رہتا ہے۔ اس سے نیک اولاد کی امید پر شادی کرنے کی فضیلت بھی معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح دعا وصدقہ کا ثواب بھی میت اور صدقہ و دعا کرنے والے کو پہنچتا ہے۔ (یہ شرح امام نووی نے شرح مسلم میں فرمائی ہے)

⑤ اللہ تعالیٰ کا قرض ادا کرنا

عن ابن عباس أن امرأة جاءت إلى النبى ﷺ فقالت: إن أمي نذرت أن تحج فماتت قبل أن تحج، أفأحج عنها؟ قال،نعم حجي عنها، أرأيت لو كان على أمك دين أكنت قاضيته؟ قالت: نعم- قال: فاقضوا الذى له، فإن الله أحق بالوفاء[1]

”عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا: میری والدہ نے حج کرنے کی نذر مانی تھی لیکن وہ حج کرنے سے پہلے فوت ہو گئی ہے تو کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اس کی طرف سے حج کرو۔ تمہارا کیا خیال ہے اگر تمہاری والدہ پر قرض

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الاعتصام: ۷۳۱۵، صحیح مسلم، کتاب الصیام: ۱۱۴۹

ہوتا تو تم اسے ادا کرتی؟ اس نے کہا: ہاں آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ زیادہ حق رکھتے ہیں کہ اس کا قرض ادا کیا جائے لہٰذا تم اسے ادا کرو۔"

وعن عائشة أن رسول الله قال: «من مات وعليه صيام: صام عنه وليه»[1]

"سیدہ عائشہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو فوت ہو جائے اور اس کے ذمے روزے ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزہ رکھے گا۔"

عن بريدة قال: بينما أنا جالس عند رسول الله ﷺ إذ أتته امرأة فقالت،إني تصدقت على أمي بجارية وإنها ماتت قال: فقال:وجب أجرك وردها عليك الميراث قالت: يا رسول الله إنه كان عليها صوم شهر أفأصوم عنها قال صومي عنها قالت: إنها لم تحج قط أفأحج عنها؟ قال،حجي عنها[2]

"بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت آئی اور اس نے کہا: میں نے اپنی والدہ پر ایک لونڈی صدقہ کی اور میری والدہ فوت ہو گئی۔ بریدہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا اجر ثابت ہو چکا اور وہ لونڈی تمہارے پاس بطور وراثت کے دوبارہ آگئی۔ اس نے کہا: میری والدہ کے ذمہ ایک مہینے کے روزے تھے کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس کی طرف سے روزہ رکھو۔ اس نے کہا: میری والدہ نے کبھی حج نہیں کیا۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس کی طرف سے حج کرو۔"

وقال الحسن: من مات و عليه صوم، إن صام عنه ثلاثون

---

۱ صحیح البخاری، کتاب الصیام: ۱۹۵۲، صحیح مسلم، کتاب الصیام: ۱۱۴۷

۲ صحیح مسلم، کتاب الصیام: ۱۱۴۸، ۱۵۶

رجلا یوما واحدا جاز[1]

"حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ روزے ہوں۔ اگر اس کی طرف سے تیس آدمی ایک دن میں روزہ رکھیں تو یہ جائز ہے۔"

قبر کی زیارت اور اس کے لئے دعا

عن بريدة قال: قال رسول الله ﷺ: «نهيتكم عن ثلاث وأنا أمركم بهن، نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها، فإن في زيارتها تذكرة ... الحديث»[2]

"حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں تین باتوں سے منع کیا کرتا تھا اب تمہیں ان کا حکم دیتا ہوں۔ میں تمہیں قبروں کی زیارت سے روکتا تھا۔ اب تم ان کی زیارت کیا کرو۔ یقیناً ان کی زیارت میں نصیحت ہے۔"

ایک حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

«فزوروا القبور فإنها تذكر بالموت»[3]

"قبروں کی زیارت کیا کرو یہ موت کی یاد دلاتی ہے۔"

وفي رواية: «فإن لكم فيها عبرة »

(حاکم: ۱/ ۳۷۵ امام ذہبی نے صحیح کہا اور موافقت کی ہے)

"بے شک تمہارے لئے اس میں عبرت ہے۔"

وفي رواية: «فإنه يرق القلب وتدمع العين، وتذكر الآخرة»[4]

---

۱ فتح الباری: ۴/ ۲۲۶

۲ سنن ابو داؤد: ۳۶۹۸، کتاب الاشربۃ، النسائی: ۴/ ۸۹

۳ صحیح مسلم: ۲/ ۶۷۱، ۹۷۶، ابو داؤد: ۳۲۳۴، ترمذی: ۱۰۶۰

۴ فتح الباری: ۳/ ۱۷۷

”یہ (قبرستان کی زیارت) دل کو نرم کرتی ہے، آنکھ سے آنسو بہاتی ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔“

حدیث میں امر کے صیغہ سے حکم کی وجہ سے زندگی میں ایک بار قبرستان جانا واجب ہے۔ عورتوں کے بارے میں اختلاف ہے۔ اکثر علماء کا کہنا ہے۔ جب فتنے کا ڈر نہ ہو تو وہ بھی جاسکتی ہیں۔ اس اجازت کے عموم میں وہ بھی شامل ہیں۔[1]

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ رات کے آخری پہر رسول اللہ ﷺ بقیع کی طرف تشریف لے جاتے اور کہتے:

«السلام عليكم دار قوم مؤمنين، وأتاكم ما توعدون، غداً مؤجلون وإنا إن شاء الله بكم لاحقون، اللهم اغفر لاهل بقيع الغرقد»[2]

”مومن قوم کے گھر والو! تم پر سلامتی ہو۔ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا وہ تم تک پہنچ چکا ہے اور بے شک ہم بھی انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ بقیع والوں کو معاف فرما۔“

اس کے علاوہ قبرستان کی دو مزید مسنون دعائیں صحیح مسلم میں موجود ہیں۔

«السلام على أهل الديار من المؤمنين و المسلمين ويرحم الله المستقدمين منا و المستأخرين، وإنا إن شاء الله بكم للاحقون»[3]

”مومن اور مسلمان گھر والوں پر سلامتی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پہلے اور بعد

---

۱ فتح الباری: ۳/۱۷۷
۲ صحیح مسلم، کتاب الجنائز: ۲/۶۶۹، ۹۷۴
۳ صحیح مسلم: ۹۷۳

والوں پر رحم فرمائے اور ان شاء اللہ ہم بھی تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔"

«السلام علیکم أهل الدیار من المؤمنین والمسلمین، وإنا إن شاء الله للاحقون أسأل الله لنا ولکم العافیة»[1]

"اے مومن اور مسلمان گھر والوں تم پر سلامتی ہو اور ان شاء اللہ ہم بھی ملنے والے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لئے عافیت کا طلب گار ہوں۔"

⑥ قبر کو بے حرمتی سے بچایا جائے

عن أبی مرثد الغنوی قال: قال رسول اللهﷺ: «لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا إلیها»[2]

"ابو مرثد الغنوی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔"

وعن جابر قال: سمعت النبیﷺ: «نهی أن یقعد علی القبر أو أن یجصص ویبنی علیه»[3]

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر پر بیٹھنے، پکا کرنے اور اس پر عمارت بنانے سے منع کرتے ہوئے سنا ہے۔"

ایک روایت میں ہے:

«نهی رسول اللهﷺ أن تجصص القبور وأن یکتب علیها وأن یبنی علیها وأن توطأ»[4]

---

۱ صحیح مسلم: ۹۷۵، ابن ماجہ: ۵۴۷

۲ صحیح مسلم: ۹۷۲، ابو داؤد: ۳۲۲۹، ترمذی: ۱۰۵۵

۳ صحیح مسلم: ۹۷۰، ابو داؤد: ۳۲۲۵، ابن ماجہ: ۱۵۶۲

۴ جامع الترمذی: ۱۰۵۸

”رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو پختہ کرنے، ان پر لکھنے، عمارت بنانے اور انہیں روندنے سے منع فرمایا ہے۔“

⑦ شوہر سے ناحق طلاق مانگنے والی

طلاق صرف دو افراد کی علیحدگی کا نام نہیں بلکہ اس سے دو خاندان جدا ہو جاتے ہیں۔ اولاد والدین میں سے ایک کی شفقت سے محروم ہو جاتی ہے۔ بچوں کی تعلیم وتربیت کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ حدیث طیبہ کے مطابق حلال چیزوں میں سے سب سے ناپسندیدہ اللہ کے نزدیک طلاق ہے۔ تمام لوگوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ طلاق کے اسباب پر نظر رکھیں اور اس سے بچنے کی کوشش کریں۔ تمام تر تدبیروں کے باوجود نباہ کی کوئی شکل نہ ہو تو گھر کو جہنم بننے سے بچانے کے لیے طلاق ہو سکتی ہے، لیکن بغیر کسی وجہ یا معمولی وجہ کی بنیاد پر طلاق کا مطالبہ کرنا، اللہ کو ناراض کرنے کے مترادف ہے جس کی سزا جنت سے محرومی ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أيما امرأة سألت زوجها الطلاق من غير ما بأس فحرام عليها رائحة الجنة »[1]

”جس عورت نے بغیر کسی وجہ کے اپنے شوہر سے طلاق مانگی تو اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔“

علامہ مناوی فرماتے ہیں:

”اس کا مطلب ہے شدت۔ ایسی شدت اور حالات جو انہیں علیحدگی پر مجبور کر دیں وہ سمجھیں کہ وہ حدود اللہ کو قائم نہ کر پائیں گے۔ حسن صحبت اور اچھے

---

[1] صحیح الجامع: ۲۷۰۶ یہ حدیث ترمذی، ابوداؤد میں بھی موجود ہے

طریقے سے گزر بسر واجب ہے۔ اگر بغیر وجہ کے علیحدگی کا مطالبہ کر دیا تو اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام کر دی جائے گی یعنی اس سے روک لی جائے گی۔ جنت کی خوشبو سب سے پہلے محسن اور متقی لوگ پائیں گے۔''[1]

شریعت نے طلاق اور خلع کا سبب واضح کر دیا ہے۔

﴿فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللهِ﴾ (البقرہ: ۲۲۹)

''اگر تمہیں اس بات کا خوف ہو کہ وہ دونوں حدود اللہ کو قائم نہ کر پائیں گے''

حدود اللہ کے قائم نہ رہنے کا ڈر ہو تو علیحدگی ہو سکتی ہے اس کے علاوہ کوئی اور علیحدگی کی وجہ نہیں ہے ورنہ اس کی سزا جنت سے محرومی ہے۔ تحفۃ الاحوذی میں ہے۔ اگر وہ جنت میں داخل ہو بھی جائے پھر بھی اس کی خوشبو سے محروم رہے گی۔[2]

⑧ تکبر کرنے والی

عن عبد اللہ بن مسعود قال: قال النبیﷺ: « لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر قال رجل: إن الرجل یحب أن یکون ثوبہ حسنا ونعلہ حسنۃ قال: إن اللہ جمیل یحب الجمال الکبر: بطر الحق و غمط الناس»[3]

''عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوا وہ جنت میں نہ جائے گا۔ ایک آدمی نے کہا: آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو، جوتے اچھے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ

---

۱ فیض القدیر ۳/۱۳۸

۲ تحفۃ الاحوذی ۴/۳۰۸

۳ صحیح مسلم: ۹۱/۴۷

خوبصورت ہے، خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ تکبر (کا معنی یہ ہے کہ) حق کو ٹھکرانا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔"

امام ابن حجر نے تکبر کی تعریف یوں بیان فرمائی ہے:

"عجاب المرء بنفسه وملاحظته لها بعين الكمال مع نسيان نعمة الله، فان احتقر غيره مع ذلك فهذا هو الكبر المذموم"[1]

"انسان کا اپنے آپ کو پسند کرنا اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بھول کر خود کو کمال کی آنکھ سے دیکھنا۔ اس کے ساتھ اگر وہ دوسرے کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے تو یہ مذموم تکبر ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے متکبرین کو ناپسند کیا ہے فرمایا:

﴿ سَاَصۡرِفُ عَنۡ اٰيٰتِيَ الَّذِيۡنَ يَتَكَبَّرُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَقِّ ؕ وَاِنۡ يَّرَوۡا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤۡمِنُوۡا بِهَا ۚ وَاِنۡ يَّرَوۡا سَبِيۡلَ الرُّشۡدِ لَا يَتَّخِذُوۡهُ سَبِيۡلًا ۚ وَاِنۡ يَّرَوۡا سَبِيۡلَ الۡغَىِّ يَتَّخِذُوۡهُ سَبِيۡلًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوۡا عَنۡهَا غٰفِلِيۡنَ ﴾ (الاعراف: ١٤٦)

"میں اپنی نشانیوں سے ان لوگوں کی نگاہیں پھیر دوں گا جو بغیر کسی حق کے زمین میں بڑے بنتے ہیں وہ خواہ کوئی نشانی دیکھ لیں۔ کبھی اس پر ایمان نہیں لائیں گے۔ اگر وہ سیدھا راستہ دیکھ لیں تو اسے اختیار نہیں کریں گے۔ اور اگر ٹیڑھا راستہ نظر آئے تو اس پر چل پڑیں گے۔ اس لیے کہ انہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا اور ان سے بے پروائی کرتے رہے۔"

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخۡتَالٍ فَخُوۡرٍ ﴾ (لقمان:١٨)

"اللہ تعالیٰ کسی خود پسند اور تکبر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔"

---

۱ فتح الباری ۱۰/ ۲۷۲

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

«من كان في قلبه مثقال حبة من خردل من كبر أكبه الله في النار على وجهه» [1]

”جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہو گا اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل آگ میں پھینکیں گے۔“

⑨ زکوۃ ادا نہ کرنے والی

اسلامی نقطہ نظر سے عورت مالی معاملات میں خود مختار ہے۔ اسلام اس کے حق ملکیت اور حق تصرف کو قبول کرتا ہے۔ وراثت میں ملنے والے مال، حق مہر، تجارت کے نفع، ملازمت کی صورت میں اس کی تنخواہ اور تحائف وغیرہ کے ذریعے حاصل ہونے والے مال کی وہ خود مالک اور ذمہ دار ہے۔ اسی طرح اگر اس پر زکوۃ فرض ہوتی ہو تو وہ بھی اسے ہی ادا کرنی ہے۔ مال کی ایک صورت زیورات کی ہے۔ اس کی زکوۃ ادا نہ کرنے کی صورت میں آگ کی وعید ہے۔

أن امرأة أتت رسول الله ومعها ابنة لها، وفي يد ابنتها مسكتان غليظتان من ذهب، فقال لها: أتعطين زكاة هذا؟ قال: لا قال: أيسرك أن يسوّرك الله بهما يوم القيامة سوارين من نار؟ قال: فخلعتهما فألقتهما إلى النبي وقالت: هما لله ولرسوله [2]

”ایک عورت رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی جس کے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن تھے۔ آپ نے اس سے پوچھا کیا تم نے اس کی زکوۃ دی ہے؟ اس نے کہا نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہیں

---

۱ یہ حدیث مسند احمد اور بیہقی میں موجود ہے

۲ سنن ابوداؤد، کتاب الزکاۃ، باب الکنز ما ھو؟ وزكاة الحلي: ۱۵۶۳، جامع ترمذی: ۶۳۷

یہ بات پسند ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے بدلے تمہیں آگ کے دو کنگن پہنائے۔ یہ سن کر اس خاتون نے دونوں کنگن نبی کریم کو دے کر کہا یہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہیں (یعنی صدقہ کر دیا)''

حضرت ام سلمہ سے مروی ہے کہ انہوں نے سونے کا زیور پہن رکھا تھا۔ انہوں نے رسول اللہ سے پوچھا کیا یہ کنز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

«إذا أديت زكاته فليس كنز»[1]

'' اگر تم اس کی زکوۃ ادا کرتی ہو تو پھر یہ کنز نہیں ہے۔''

زیورات کی زکوۃ کے بارے میں علما نے کچھ تفصیل بیان کی ہے ان میں ایک قول یہ ہے کہ اس کی زکوۃ عام مال کی طرح نہیں ہے بلکہ زندگی میں ایک مرتبہ ادا کر دی جائے تو وہ بھی درست ہے۔

جہنم میں لے جانے والے دیگر گناہ

قرآن وحدیث کا عمومی انداز یہ ہے کہ کوئی حکم دیتے وقت یا کسی کام سے منع کرتے وقت مردوں کو مخاطب کیا جاتا ہے۔ تمام علما کا اس پر اتفاق ہے کہ خواتین بھی اس حکم میں شامل ہوتی ہیں۔ سوائے بعض احکام کے جن کی صراحت موجود ہے، مثلاً جہاد کرنا، نماز جمعہ کے لیے مسجد میں آنا وغیرہ۔ ذیل میں وہ امور بیان کیے جا رہے ہیں جن میں خطاب تو مردوں کو ہے اور خواتین بھی ان میں شامل ہیں یا بعض گناہ ایسے ہیں جن پر براہ راست لعنت تو نہیں کی گئی اور نہ جہنم کی وعید بتائی گئی ہے، لیکن دین اسلام کی خلاف ورزی کی وجہ سے جہنم میں لے جانے کا سبب بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ان سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

---

[1] ابوداؤد: ۱۵۶۴، دار قطنی: ۲/ ۱۰۵

۱۔ **گناہ کو معمولی سمجھنا:** بسا اوقات صغیرہ گناہوں کے بارے میں سمجھا جاتا ہے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ ضرور معاف کر دیں گے۔ اس طرح صغائر کے بارے میں سستی کی جاتی ہے۔ گناہ ہر حال میں گناہ ہی ہوتا ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ نیک اعمال بجا لانے اور توبہ کرنے سے وہ ہمارے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ یاد رکھیے! صغیرہ گناہ پر اصرار یعنی اسے معمولی سمجھ کر بار بار کرنا اسے کبیرہ بنا دیتا ہے۔

۲۔ **جھوٹ بولنا:** جھوٹ بولنے والے پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔

۳۔ **چغلی اور غیبت:** لگائی بجھائی کرنا، ادھر کی بات اُدھر اور اُدھر کی ادھر کرنا جس سے فساد پھیلے۔ غلط فہمیاں پیدا ہوں یا کسی کا نقصان کرنا مقصود ہو۔ اللہ تعالیٰ نے غیبت کرنے کو مردہ بھائی کے گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے۔

﴿ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا ﴾ (الحجرات:۱۲)

"کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے چغل خور کے متعلق فرمایا:

«لا يدخل الجنة نمام »[1]

" چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔"

۴۔ **قطع رحمی کرنا:** رشتہ داروں سے کسی معمولی ناراضگی پر قطع تعلق کر لینا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو پسند کرتا ہے کہ اس کے رزق اور عمر میں اضافہ ہو اسے صلہ رحمی کرنی چاہیے۔ رشتہ داروں کے علاوہ عام مسلمانوں سے بھی تین دن سے زیادہ ناراض رہنا درست نہیں۔ قطع تعلقی اور ناراضگی کی ایک ہی وجہ ہونی چاہیے اور وہ بے دینی ہے۔ دین کے مسئلہ پر سختی کی جائے۔ ذاتی معاملات پر معاف کر دینا

---

۱ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان غلظ تحریم النمیمة:۱۰۵

چاہیے۔یہی اُسوہ رسول ﷺ ہے۔

۵۔کسی مسلمان کو کافر کہنا یا برے القاب سے نوازنا۔

۶۔والدین کی نافرمانی کرنا۔ ۷۔سود کھانا۔

۸۔رسول اللہ ﷺ کے بارے میں جھوٹ بولنا یا حدیث کے حوالے کے بغیر رسول اللہ کی طرف کوئی بات منسوب کر دینا۔

۹۔دھوکہ دینا۔ ۱۰۔لوگوں کا مال ناجائز طریقے سے کھانا۔

۱۱۔چوری کرنا۔ ۱۲۔اللہ کے علاوہ نیک بندوں کے نام کی نذر و نیاز دینا۔

۱۳۔پیشاب کرتے وقت چھینٹوں سے نہ بچنا اور مکمل پاکی حاصل نہ کرنا۔

۱۴۔گالی دینا اور مسلمان خواتین کو تکلیف پہنچانا۔

۱۵۔حیاباختہ خواتین جیسے اداکارہ، گلوکارہ، ماڈلز وغیرہ کو پسند کرنا، ان کی نقالی کرنا۔

۱۶۔نجومیوں، کاہنوں کے پاس جانا، ہاتھ دکھانا، مستقبل کے حالات معلوم کرنا۔

۱۷۔دین دار خواتین کو برا سمجھنا اور دعوت دین کے کام میں رکاوٹ ڈالنا۔

۱۸۔اہتمام سے تصاویر اتروانا اور ان کو فریم کروا کر گھر میں آویزاں کرنا۔

۱۹۔نماز اور روزے کے بارے میں سستی کرنا۔

۲۰۔گھر کی اصلاح اور بچوں کی تربیت کے معاملے میں کوتاہی کرنا۔

۲۱۔شعائر اللہ کا مذاق اڑانا۔ ۲۲۔غیر اللہ کی قسم کھانا۔

۲۳۔عبادات اور معاملات سے متعلق بنیادی شرعی علم حاصل نہ کرنا۔

۲۴۔حیاباختہ ڈرامے اور فلمیں دیکھنا۔ ۲۵۔غیر محرم سے مصافحہ کرنا۔

۲۶۔مخلوط مجالس میں شامل ہونا۔ ۲۷۔گھر میں شوقیہ کتا رکھنا۔

۲۸۔ضرورت اور مصلحت کے بغیر غیر محرموں سے باتیں کرنا۔

۲۹۔ وقت گزارنے کے لیے غیر محرم سے فون پر گفتگو کرنا۔

۳۰۔ گناہ کے کام پر خاموش رہنا اور اپنا ردِ عمل ظاہر نہ کرنا، کم از کم دل سے بھی برا نہ سمجھنا۔

اِصلاح کی صورت

سب سے پہلے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم دین کا علم حاصل کریں۔ عبادات اور معاملات سے متعلق فرائض کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ہم سب خاندانی مسلمان ہیں۔ حصولِ علم کے ذریعے اللہ تعالیٰ پر ہمارا ایمان اور یقین بڑھ جائے گا، شعوری طور پر دین کی حقانیت اور افادیت واضح ہو جائے گی۔ جس کے بعد دین پر چلنا آسان ہو جائے گا۔

ہم اپنی زندگی کا محاسبہ کرتے رہیں۔ اپنی ذات کا جائزہ لیں۔ اپنی ذات میں موجود صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کو نوٹ کر لیں۔ ایسے اعمال سامنے آنے پر سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کریں۔ یقیناً وہ بہت زیادہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کے بعد ان گناہوں کے اسباب پر غور کریں۔ اگر ہو سکے تو علما کرام یا دین دار خواتین سے رہنمائی حاصل کریں۔ گناہ کے سبب کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔ اگر کوئی مجبوری ہو تو اسے مجبوری کی حد تک رکھیں اور جلد از جلد اس مجبوری سے جان چھڑانے کی کوشش کریں۔

قرآن مجید کی تلاوت، احادیث کا مطالعہ، ذکر واذکار اور دعاؤں کے ذریعے اپنے اللہ سے اپنے تعلق کو مضبوط کریں تو وہ ہمیں کبھی بھی بے یارو مددگار نہیں چھوڑے گا۔ دنیا بھی سکون اور اطمینان سے گزرے گی اور آخرت میں بھی کامیابی مقدر بنے گی۔ یقیناً آخرت کی کامیابی ہی حقیقی کامیابی ہے۔

وہ خواتین جن پر لعنت کی گئی ہے

① قبروں کی زیارت کرنے والی

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا:

«لعن الله زوارات القبور»[1]

"اللہ تعالیٰ نے قبروں پر جانے والی خواتین پر لعنت کی ہے۔"

یہاں ایسی خواتین پر لعنت کی گئی ہے جو کثرت سے قبروں پر آتی جاتی ہیں۔ اس کا سبب یہ ہو سکتا ہے کہ اس سے شوہر کا حق متاثر ہوتا ہو۔ اس کے اجازت کے بغیر گھر سے نکلتی ہوں، زیب و زینت کا اظہار کرتی ہوں۔ قبروں کی تعظیم میں قبر پرستی اور شرک کرتی ہوں البتہ عبرت کے لئے جانا یا اپنے کسی عزیز کی قبر پر جانے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ تفصیل گذر چکی ہے۔

② مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی

ایسی خواتین جو اپنی ہیبت اور طور طریقوں میں مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں، ان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے۔

عن ابن عباس أنه ﷺ لعن المخنثين من الرجال والمترجلات من النساء[2]

" عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں میں سے ہیجڑا بننے والے اور مردوں کی مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔"

---

۱ جامع ترمذی، کتاب الجنائز: ۱۰۵۶

۲ صحیح بخاری: ۵۸۸۶، ۵۸۸۵

وعن أبی هريرة أنه ﷺ قال: «لعن الله الرجلة من النساء» [1]

”ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مردوں جیسا بننے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔“

وعن أبی هريرة أنه ﷺ قال: «لعن رسول الله الرجل يلبس لبسة المرأة والمرأة تلبس لبسة الرجل» [2]

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے عورت کا پہناوا پہننے والے مرد اور مرد کا پہناوا پہننے والی عورت پر لعنت کی ہے۔“

یعنی جو لباس عورتوں کے لیے مخصوص ہیں وہ مرد نہ پہنیں، مثلا رنگ برنگے پھول دار کپڑے اور جو مردوں کے مخصوص کپڑے ہیں وہ خواتین نہ پہنیں، مثلا پینٹ شرٹ یا ٹراؤزر وغیرہ۔

امام ذہبیؒ نے اس عمل کو کبیرہ گناہوں کی فہرست میں شامل کیا ہے امام طبری اس کی وضاحت یوں کرتے ہیں۔ مردوں کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ لباس اور ایسی زینت جو عورتوں کے لئے خاص ہے، اس میں عورتوں کی نقالی اور مشابہت کریں۔

ابن حجرؒ نے ان باتوں کا اضافہ کیا ہے۔ گفتگو اور چلنے کے انداز میں بھی مشابہت نہ کریں۔ عورت کو ستر اور حجاب کے ساتھ اپنے امتیاز کو برقرار رکھنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کو جن صفات کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ انہیں چھوڑ کر دوسرے کی صفت کو اختیار کرنے کی کوشش کرنا تغییر فی خلق اللہ کے ضمن میں آکر حرام اور لعنت کا موجب بنتا ہے۔

---

1 صحیح ابوداؤد:۴۰۹۸

2 صحیح: ابوداؤد:۴۰۹۸، احمد:۲/۳۲۵

③ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنے والی

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لعن الله الواصلة والمستوصلة، والواشمة والمستوشمة، والنامصة و المتنمصة، والمتفلجات للحسن، المغيرات لخلق الله»[1]

”اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔ اس عورت پر جو مصنوعی بال لگانے والی اور لگوانے والی ہے، سرمہ بھرتی اور بھرواتی ہے۔ بھنوؤں کے بال اکھیڑنے والی اور اکھڑوانے والی ہے، حسن کے لئے دانتوں کو باریک کرنے والی اور اللہ کی تخلیق کردہ ہئیت اور شکل کو تبدیل کرنے والی ہے۔“

انسان اپنے بچپن سے لیکر بڑھاپے تک مختلف ادوار اور مراحل سے گذرتا ہے۔ ہر مرحلے کے اپنے تقاضے اور ضروریات ہوتی ہیں۔ اگر کوئی اسے تبدیل کرنا چاہے بھی تو نہیں کر سکتا۔ مثلاً کوئی عمر کے ایک مخصوص حصے میں پہنچ کر بلوغت کو پہنچتا ہے۔ اگر کوئی وقت سے پہلے بالغ ہونا چاہے تو یہ ناممکن ہے ادویہ کے استعمال سے وقت میں تھوڑی بہت کمی بیشی ہو سکتی ہے لیکن یہ طریقہ لازمی طور پر نقصان دہ ہے۔ اس سے دیگر بہت سے عوارض لاحق ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ انسان فطری انداز میں ہی آگے بڑھتا رہے اور عمر کے تقاضوں کے مطابق فطری تبدیلی کو خوش دلی سے قبول کر لے۔ عمر کے ہر مرحلے میں حسن کا اپنا ہی انداز ہوتا ہے۔ بچہ اگر زیادہ سنجیدہ باتیں کرنا شروع کر دے تو اس سے وہ بڑا نہیں ہو جائے گا اور نہ ہی کوئی اس کے اس انداز کو پسند کرے گا۔ مزید یہ ہر ایک کی کوشش ہوتی ہے وہ نوجوان اور خوبصورت رہے جبکہ

---

[1] صحیح بخاری:۴۸۸۷،۴۸۸۶، صحیح مسلم: ۲/ ۲۵

عملی طور پر ایسا نا ممکن ہے۔ صحت کی بحالی کے لئے اچھی خوراک، ماحول اور ورزش کا اہتمام کیا جائے تو بڑی اچھی بات ہے بلکہ شرعی حکم ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«المومن القوی خیر من المومن الضعیف»

"طاقتور (صحتمند) مومن کمزور مومن سے بہتر ہے۔"

اور اگر جوان نظر آنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں کسی قسم کی تبدیلی کی کوشش کی جائے تو اس عمل پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ ناراض ہوتے ہیں اور ایسا کرنے والے کو لعنت کا مستحق قرار دیا ہے۔ جن میں سے بعض امور مذکورہ بالا حدیث میں بیان کئے گئے ہیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

ا۔ مصنوعی بال لگانے اور لگوانے والی

اس کی صورت یہ ہے کہ سر پر وگ لگوالی جائے یا کوئی ایسی چیز بالوں کے ساتھ ملا کر لگائی جائے جس سے حقیقی اور مصنوعی بالوں کا امتیاز نہ ہو سکے اور دیکھنے والے اسے اصلی اور قدرتی بال ہی سمجھیں۔

البتہ بالوں کو سنبھالنے، باندھنے اور بکھرنے سے بچانے کے لئے دھاگہ یا پراندہ کا استعمال درست ہے۔ اس میں کوئی قباحت نہیں۔ خوبصورتی کے لیے کوئی بھی باوقار اور مہذب طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ ہیئر ٹرانسپلانٹ Hair Transplant میں اگر تو قدرتی بالوں کی پیوندکاری کی جاتی ہے تو اس کی گنجائش ہے بصورت دیگر یہ ناجائز ہے۔ ویسے اس کام پر کثیر سرمائے کو خرچ کرنے کے بارے میں سوچنا ہوگا کہ کیا یہ اتنا اہم کام ہے کہ اس پر زر کثیر صرف کیا جائے۔ کہیں یہ اسراف کے زمرے میں تو نہیں آتا۔

بال اگر اس طرح سفید ہو جائیں کہ کچھ سیاہ اور کچھ سفید ہوں تو انہیں رنگ لینا چاہئے۔ دھوکہ دینے کے لئے سیاہ رنگ نہیں ہونا چاہئے۔ اسی طرح خواتین اپنے بال مختلف رنگوں میں ڈائی کروالیتی ہیں۔ قدرتی سیاہ رنگ کے بالوں کو دوسرے رنگوں میں ڈائی کروانا درست نہیں ہے۔

۲۔ سرمہ بھرنے اور بھروانے والی:

اس کی صورت یہ ہے کہ جسم کے کسی حصہ مثلاً بازو پر سوئی وغیرہ سے نشان لگایا جائے حتی کہ خون بہہ پڑے پھر اس میں سرمہ، سبز رنگ یا ایسی کوئی چیز بھر دی جائے جو زخم درست ہونے پر پکا نشان بن جاتا ہے۔ اس نشان کی مختلف صورتیں ہیں۔ مثلاً نقطے یا دائرے بنائے جائیں۔ محبوب کا نام لکھا جائے۔ درخت یا مختلف اشکال بنا لی جائیں۔ بعض خواتین رخسار پر سرمے وغیرہ سے مصنوعی تل بناتی ہیں یہ بھی اسی ضمن میں آتا ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں۔ اختیاری طور پر ایسا کام کرنے یا کروانے پر لعنت وارد ہوئی ہے۔ اگر یہ کسی بچی کے ہاتھ وغیرہ پر کیا جائے تو کرنے والا تو گناہ گار ہے لیکن بچی غیر مکلف ہونے کی وجہ سے گناہ گار نہیں ہوگی۔[1]

۳۔ پلکوں کے بال اکھیڑنے یا باریک کرنے والی:

المص کا معنی ہے۔ مطلق طور پر چہرے کے بال اکھیڑنا اور سیدہ عائشہ نے اس کا معنی بیان کیا ہے۔ پلکوں کے بال اکھیڑنا اور انہیں باریک کرنا۔ یہ عمل حرام ہے شوہر کے لئے کیا جائے یا کسی اور کے لئے اسی طرح شوہر کی اجازت ہو یا نہ ہو ہر صورت میں

---

[1] شرح مسلم للنووی: ۱۰۵/۱۴

حرام ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے واضح طور پر ایسی خاتون پر لعنت فرمائی ہے۔[1]

اس مسئلہ پر جب ائمہ حرم سے سوال پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: یہ بال اللہ تعالیٰ نے طبعی طور پر پیدا فرمائے ہیں۔ ان کو کسی بھی طریقے سے ختم کرنا ملعون کام ہے۔ یہ بال آنکھوں کو گرد و غبار سے بچاتے ہیں۔ خوبصورتی کا ذریعہ ہیں۔ کسی انسان کی پہچان کا بھی ذریعہ ہیں۔ ختم کرنے پر دوبارہ آجاتے ہیں لہٰذا ان کو ختم کرنا تغییر فی خلق اللہ کے زمرے میں آتا ہے اور حرام ہے۔[2]

۴۔ دانتوں کو باریک کرنے والی

التفلیج کا معنی ہے۔ دانتوں کو ایک دوسرے سے دور کرنا، ان کے درمیان خلا پیدا کرنا، انہیں باریک کرنا۔

اس کام کے دو مقاصد ہو سکتے ہیں۔ دانت ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہونے کی وجہ سے کمزور ہو کر گھسنے لگیں۔ یہ ایک بیماری کی صورت ہے۔ جس کا علاج جائز ہے۔ دوسرا مقصد یہ ہو سکتا ہے۔ کے اس سے خوبصورتی پیدا ہو اور آدمی اپنی اصل عمر سے کم نظر آئے۔ یہ دوسرا مقصد دھوکہ، حقیقت کو چھپانا اور حسن پرستی کا مظہر ہے۔ ملعون عمل ہونے کی وجہ سے ایسا کرنا حرام ہے۔

---

۱ صحیح بخاری: ۵۹۴۸، صحیح مسلم: ۲۱۲۵

۲ فتاوی علماء حرم، ص ۶۸۴, ۶۸۵

چند جہنمی خواتین

قرآن وحدیث کا یہ انداز ہے کہ اچھے اور برے لوگوں کے اوصاف اور علامات پوری تفصیل سے بیان کر دیئے جاتے ہیں اور بطور مثال چند ایک کا تذکرہ آ جاتا ہے۔اس کی ایک صورت تو عمومی رویے کے بیان کی ہے جیسا کہ اکثر مقامات پر بنی اسرائیل کے طور طریقے بیان کیے گئے اور بعض مقامات پر متعین فرد کا نام لے لیا جاتا ہے۔جیسا کہ ابولہب کی بیوی کا تذکرہ قرآن میں موجود ہے یا رسول اللہ نے بعض لوگوں کا نام لے کر بد دعا کی ہے۔ان متعین افراد کے وہ طور طریقے اور اوصاف خصوصی توجہ کے قابل ہیں، جن کی بنیاد پر انہیں خاص کیا گیا۔تاکہ عام مسلمان ان اوصاف سے بچنے کی کوشش کریں۔ذیل میں ایسی ہی چند جہنمی خواتین کا تذکرہ کیا جارہا ہے تاکہ ان کے جہنم میں جانے کا سبب بننے والے اعمال کا مطالعہ کر کے ہم ان سے بچ سکیں۔

حضرت نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی بیویاں

سیدنا نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ان سے قبل دنیا میں شرک کا وجود نہیں تھا۔سب سے پہلے اُن کی قوم میں شرک کا آغاز ہوا وہ لوگ ود، سواع، یغوث یعوق اور نسر بت کی پوجا کرتے تھے۔یہ سب نام ان کے نیک لوگوں کے تھے۔جن کا احترام غلو کے ساتھ بڑھتے ہوئے شرک تک جا پہنچا اور ان نیک ہستیوں کے بت بنا کر ان کی پرستش شروع ہو گئی۔ سیدنا نوح علیہ السلام اسی شرک کے خلاف برسرِ پیکار رہے اور ۹۵۰ سال تک تبلیغ کی۔ بالآخر اللہ کا عذاب آیا۔ ایک تندور سے نکلنے والا پانی بڑھتے ہوئے طوفان کی شکل اختیار کر گیا۔ جس میں تمام کافر غرق ہو کر ہلاک ہو گئے۔ ان

میں سیدنا نوح کا بیٹا اور ان کی بیوی بھی شامل تھی۔

یہ سب تفصیلات قرآن مجید میں موجود ہیں۔

اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ نے ایک کشتی کے ذریعے بچا لیا۔ جو سیدنا نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بنائی تھی۔

حضرت لوط علیہ السلام کی کافرہ بیوی

اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ﴾ (التحریم: ۱۰)

"اللہ تعالیٰ کافروں کے معاملہ میں نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی بیویوں کو بطور مثال پیش کرتا ہے۔ وہ ہمارے دو صالح بندوں کی زوجیت میں تھیں مگر انہوں نے اپنے ان شوہروں سے خیانت کی اور وہ اللہ کے مقابلہ میں ان کے کچھ بھی کام نہ آسکے اور دونوں سے کہہ دیا گیا کہ جاؤ آگ میں جانے والوں کے ساتھ تم بھی چلی جاؤ۔"

سیدنا لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے ہیں۔ انہی کے حکم سے سدوم کے علاقے میں تشریف لے گئے۔ وہاں کے لوگ ہم جنس پرستی کی غلاظت میں لتھڑے ہوئے تھے۔ اللہ کے نبی نے انہیں اس برائی سے روکنے کی حتی المقدور کوشش فرمائی لیکن وہ اس فعل بد کو ترک کرنے پر آمادہ نہ ہوئے بالاخر اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق پکڑ آگئی۔ فرشتے چند خوبصورت نوجوانوں کی شکل میں لوط علیہ السلام کے گھر مہمان بن کر ٹھہرے۔ وہ لوگ آدھمکے، لوط علیہ السلام نے ہر طرح سے سمجھانے کی کوشش کی،

منت سماجت بھی کی لیکن وہ نہ مانے۔ آخر کار جبرئیل امین علیہ السلام نے اپنا پر مار کر ان تمام کو اندھا کر دیا اور سیدنا لوط علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا کہ رات ہی میں سفر کرتے ہوئے اس علاقے کو خیر آباد کہہ دیں۔ اللہ کے نبی اہل ایمان کو ساتھ لے کر چلے۔ بستی سے نکلتے ہی فرشتوں نے پوری بستی کو آسمان تک اٹھایا اور الٹا کر زمین پر پٹخ دیا۔ اللہ کا غصہ ابھی بھی ٹھنڈا نہ ہوا اور ان لوگوں پر آسمان سے پتھروں کی بارش کر دی گئی۔ ہر پتھر پر نام لکھا ہوا تھا اور وہ زمین کو چیرتے ہوئے اسی کو جا کر لگتا تھا۔ لوط علیہ السلام کی بیوی نے حکم الٰہی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پلٹ کر اپنی قوم کو دیکھا ہمدردی جتلائی، ایک پتھر اسے بھی لگا اور وہ بھی اس عذاب میں مبتلا ہو گئی۔ یہ سب واقعات قرآن مجید میں قدرے تفصیل سے موجود ہیں۔

فرمایا: ﴿قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَ لَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ﴾ (هود:۸۱)

"تب فرشتوں نے اس سے کہا کہ اے لوط ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں۔ یہ لوگ تیرا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ بس تورات کے کسی پہر اپنے اہل و عیال کو لیکر نکل جا اور تم میں سے کوئی پیچھے پلٹ کر نہ دیکھے سوائے تمہاری بیوی کے اس پر بھی وہی کچھ گذرنے والا ہے جو ان لوگوں پر گزرنا ہے۔ ان کی تباہی کے لیے صبح کا وقت مقرر ہے۔ صبح ہونے میں اب دیر ہی کتنی ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں خواتین کے انجام کے متعلق ارشاد فرمایا:

﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ

عَبۡدَیۡنِ مِنۡ عِبَادِنَا صَالِحَیۡنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمۡ یُغۡنِیَا عَنۡهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَیۡـًٔا وَّ قِیۡلَ ادۡخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیۡنَ﴾ (التحریم: ۱۰)

''اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے نوح اور لوط کی بیویوں کو بطور مثال کے پیش کیا ہے۔ وہ ہمارے دو صالح بندوں کی زوجیت میں تھیں۔ مگر انہوں نے اپنے شوہروں سے خیانت کی اور وہ اللہ کے مقابلے میں ان کے کچھ بھی کام نہ آ سکے۔ دونوں سے کہہ دیا گیا کہ آگ میں جانے والوں کے ساتھ تم بھی چلی جاؤ۔''

یہاں پر پہلی عورت سے مراد نوح علیہ السلام کی بیوی جس کا نام والھہ اور دوسری عورت سے مراد لوط علیہ السلام کی بیوی جس کا نام والغہ تھا۔

یہاں پر خیانت سے کیا مراد ہے؟ یاد رکھیے اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے بستر کی حفاظت فرماتے ہیں۔ نبی کے بستر کی خیانت کبھی نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ جب ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ پر تہمت لگائی گئی تو اللہ رب العالمین نے وحی کے ذریعے قرآن مجید میں ان کی براءت کا اعلان فرمایا۔ یہاں پر خیانت سے علما نے حسب ذیل معانی مراد لئے ہیں:

تفسیر قرطبی میں امام قشیری فرماتے ہیں:

"کانت خیانتهما فی الدین وکانتا مشرکین"[1]

''ان دونوں کی خیانت دین میں تھی اور وہ دونوں مشرک تھی۔'' امام آلوسی نے فرمایا۔ یہ دونوں خواتین دو عظیم الشان انبیاء کی عصمت کے تحت تھی۔ انہیں دنیا آخرت کی سعادت حاصل کرنے کے مواقع میسر تھے لیکن انہوں

۱ تفسیر قرطبی: ۱۸/ ۱۹۲

نے نافرمانی کر کے خیانت کی۔“ [۱]

امام ضحاکؒ فرماتے ہیں۔ ان کی خیانت ان کا چغلی کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ جب اپنے انبیاء کی طرف وحی فرماتے تو یہ خواتین مشرکین تک اس کی خبر پہنچا دیتی۔

امام ابن جریج نے کہا: دونوں کافر اور منافق تھیں۔

دقائق التفسیر میں ہے:

"ومن رضى عمل قوم حشر معهم ، ولم تكن تعمل فاحشة القواط فإن ذلك لايقع من المرأة لكنها لما رضيت فعلهم عمها العذاب معهم ، فكان الجزاء من جنس العمل" [۲]

”جو کسی قوم کے عمل سے راضی ہوتا ہے اس کا حشر انہی کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ عورت (لوط علیہ السلام کی بیوی) فاحشہ نہ تھی۔ یہ گناہ کر بھی نہیں سکتی تھی کیونکہ قوم کا گناہ مردوں سے متعلق تھا لیکن یہ ان کے عمل پر راضی تھی اس لئے عذاب میں ان کے ساتھ شامل ہوگئی۔“

یہ دونوں خواتین انبیاء کرام کی بیویاں تھیں۔ ان کے گھر پوری دنیا کے لئے مینارہ ہدایت و نور تھے۔ سیدہ مریم، ہاجرہ، سارہ، خدیجہ اور عائشہ رضی اللہ عنہن کی رفاقت ان کا مقدر بن سکتی تھی لیکن انہوں نے خیانت کا راستہ اختیار کیا۔ کفر اور منافقت ان کی ہلاکت کا سبب بن گئی اس سے یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کوئی رشتہ کوئی تعلق کوئی خاندان اور کوئی نسبت کسی کی کامیابی کی دلیل اور علامت نہیں ہے۔ بالخصوص ان خواتین و حضرات کے لئے مقام غور و فکر ہے جو کسی نہ کسی سلسلہ کے ساتھ منسلک ہونے کو ضروری سمجھتے ہیں۔ ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے پیری مریدی کے

---

۱ روح المعانی: ۲۸/۱۶۲

۲ دقائق التفسیر: ۱۵/۳۴۴

سلسلے سے وابستہ ہیں۔ اور اسی کو نجات اور کامیابی کے لیے کافی سمجھتے ہوئے عبادات کو بجالانے کو ضروری نہیں سمجھتے۔ نجات اللہ کی توفیق اور رحمت کے ساتھ ایمان کو اختیار کرنے سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ اللہ اور رسول ﷺ کے دیئے ہوئے دستور کے مطابق زندگی گذارنے کا نام ہی اسلام ہے۔

حمیریہ قبیلے کی یہودی عورت

عن عبد الله بن عمر قال، قال رسول اللهﷺ: «دخلت امرأة النار فی هرة ربطتها،فلم تطعمها، ولم تدعها تأكل من خشاش الارض»[1]

”عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک عورت بلی کو باندھنے کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوگئی۔ نہ تو اسے خود کھلاتی تھی اور نہ ہی چھوڑتی تھی کہ وہ زمین سے کیڑے مکوڑے کھا سکے۔“

صحیح مسلم کی حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

عذبت امرأة فی هرة سجنتها حتی ماتت فدخلت فيها النار، لاهی أطعمتها وسقتها إذا حبستها ولا هی تركتها تأكل من خشاش الارض[2]

”ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا جسے اس نے قید کر رکھا تھا حتی کہ وہ مر گئی، اس وجہ سے یہ عورت جہنم میں گئی۔ وہ اسے کھلاتی پلاتی نہ تھی۔ قید کر رکھا تھا، چھوڑتی بھی نہیں تھی کہ وہ حشرات الارض کھا سکے۔“

مزید روایات میں قدرے تفصیل موجود ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہود کے

---

۱ صحیح البخاری:۳۳۱۸، صحیح مسلم:۲۲۴۲

۲ صحیح مسلم:۲۲۴۳

قبیلہ حمیر کی عورت نے ایک بلی کو بھوکا پیاسا باندھے رکھا۔ اس حالت میں وہ مر گئی جس پر اس عورت کو جہنم کے عذاب میں مبتلا کر دیا گیا۔[1]

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ بلی کو بھوکا پیاسا مارنے سے ایک عورت اللہ کے عذاب کا شکار ہوئی۔ یہ صرف ایک بلی کا مارنا نہ تھا۔ بلکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورت انتہائی سنگ دل، ظالم، بے رحم، بے زبان کو ستانے والی اور دوسروں کو تکلیف میں مبتلا دیکھ کر خوش ہونے والی تھی۔ اپنی اسی شقاوت قلبی اور بے رحمی کے رویے کی وجہ سے عذاب کی مستحق ٹھہری۔ یہ صرف اسی یہودی عورت کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کا امت کو اس واقعہ کی خبر دینا اس مقصد کے لئے ہے کہ جو بھی یہ رویہ یا طرز عمل اختیار کرے گا۔ اللہ کے عذاب کا شکار ہو گا۔

ابولھب کی بیوی اُم جمیل

ابولھب کا نام عبد العزی بن عبد المطلب ہے۔ انتہائی خوبصورت اور چمکتے رنگ والا تھا۔ اس وجہ سے اسے ابولھب (شعلے والا) کہا جاتا تھا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا چچا تھا۔ پورا گھرانہ انتہائی بدبخت تھا۔ ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو انتہائی تکلیف پہنچائی۔ جہاں کہیں رسول اللہ ﷺ لوگوں کو دعوت دیتے وہاں ابولھب آپ کے بارے میں نازیبا کلمات کہتا۔ اس کے دو بیٹوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے اپنی دو بیٹیوں سیدہ ام کلثوم اور سیدہ ام رقیہ کا نکاح کیا تھا جب آپ ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو ابولھب کے کہنے پر اس کے دونوں بیٹوں نے آپ ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق دے کر انتہائی رنج پہنچایا۔ ابولہب کی بیوی رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام

---

[1] صحیح مسلم: ۹۰۴، الھیثمی: ۱۰/۲۶۱

کے راستے میں کانٹے پھینکا کرتی تھی۔ اس طرح پورا گھرانہ اسلام دشمنی میں حد سے بڑا ہوا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس پورے گھرانے کی تباہی کا اعلان قرآن مجید میں یوں فرمایا:

﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَّ امْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝﴾ (سورہ لہب:۱-۵)

"ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ نامراد ہوا۔ اس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا۔ وہ اس کے کسی کام نہ آیا۔ عنقریب وہ شعلوں والی آگ میں ڈالا جائے گا اور (اس کے ساتھ) اس کی بیوی بھی جو لکڑیاں (کانٹے) اٹھانے والی تھی۔ اس کی گردن میں مونجھ کی رسی ہوگی۔"

اس کے ایک بیٹے کو رسول اللہ ﷺ کی بددعا کی وجہ سے ایک شیر نے پھاڑ کر ہلاک کر دیا۔ جب یہ خود مرا تو اس کی لاش تعفن زدہ ہوگئی۔ زمین قبول نہیں کرتی تھی۔ لوگوں نے عار دلائی تو مکہ کے ایک اونچے ٹیلے پر رکھ کر پتھروں سے ڈھانپ دیا گیا۔

اس گھرانے کی تفصیلات سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے نفرت کرنا، آپ کو تنگ کرنا، دین سے دشمنی اور دعوت دین کے راستے میں رکاوٹ ڈالنا اور اللہ کے نیک بندوں کو ستانا، اللہ کے غصے کو دعوت دینے کے مترادف ہے جس کا انجام دنیا و آخرت کی بربادی ہے۔

چند اشکالات کا جائزہ

① دین میں جبر نہیں

دین کی ساری تعلیمات ٹھیک ہیں، لیکن اس پر عمل کروانے میں زیادہ سختی نہیں ہونی چاہیے۔ دین نے انسان کو آزادی بھی دی ہے۔

اس نظریے کی بنیاد دراصل یہ آیت کریمہ ہے جس کا اکثر حوالہ دیا جاتا ہے۔

﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ﴾ (البقرۃ:۲۵۶) ”دین میں کوئی جبر نہیں۔“

اس آیت کا حوالہ موجود ہے کسی بھی تفسیر سے اس کی تفصیل معلوم کی جا سکتی ہے۔ خلاصے کے طور پر اتنا عرض ہے کہ آیت کے سیاق وسباق اور اس کی تفسیر کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے یہ عدم جبر دین میں داخلے کے لیے ہے۔ کسی بھی غیر مسلم کو ڈرا دھمکا کر یا زبردستی اسلام میں داخل نہیں کیا جاتا ہے۔ مسلمان کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ غیر مسلم کو اسلام کی دعوت دے پھر دلائل سے اس کی حقانیت ثابت کرے۔ اس کے بعد فیصلہ اس پر چھوڑ دے۔ اگر وہ اسلام کو صحیح اور حق سمجھتا ہے تو مسلمان ہو جائے وگرنہ اس کی مرضی۔

اگر کوئی شخص اپنی مرضی سے مسلمان ہو جاتا ہے تو پھر اسے اسلامی قوانین کا لازما احترام کرنا ہو گا۔ اب وہ اپنی مرضی نہیں کر سکتا۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص کسی بھی ادارے میں داخلہ لینے میں خود مختار ہے، لیکن کسی ادارے میں داخل ہونے کے بعد مکمل طور پر اس ادارے کے قوانین کا پابند ہو گا۔ دین اسلام میں ہر مسئلہ کا حل موجود ہے۔ تمام مسلمانوں کو اسی کی طرف رجوع کرنا ہو گا۔ شریعت کا ہر حکم عقل وفطرت کے عین مطابق اور انسانی استطاعت کے اندر ہے۔ اگر کوئی عقل شرعی حکم کی حکمت کو نہیں پہچانتی تو قصور عقل کا ہے شریعت کا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اصول واضح کر دیا ہے۔

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرہ:۲۸۶)

”اللہ تعالیٰ کسی جان کو طاقت سے بڑھ کر مکلف (ذمہ دار) نہیں بناتے۔“

اس لیے دین کو سمجھانے کی بجائے خود دین سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

② ہماری نیت ٹھیک ہے

پردے وغیرہ میں اصل مسئلہ نیت کا ہے۔ نقاب اور برقعے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس بارے میں عموماً یہ حدیث طیبہ سنائی جاتی ہے۔ إنما الأعمال بالنيات

ہم اس پوری حدیث کو بیان کرتے ہیں:

«إنما الأعمال بالنيات وإنما لكل امرئ ما نوى فمن كانت هجرته إلى الله ورسوله فهجرته إلى الله ورسوله ومن كانت هجرته إلى الدينا يصبها أو إلى امرأة أن ينكحها فهجرته إلى ما هاجر إليه »

”اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ ہر شخص کو وہی ملے گا جو اس نے نیت کی جس نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی تو یقیناً اسکی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہی ہے اور جس نے دنیا حاصل کرنے کے لیے یا کسی خاتون سے نکاح کرنے کے لیے ہجرت کی تو اس کی ہجرت انہی کاموں کے لیے ہے۔“ (صحیح بخاری)

اس حدیث کی تفصیل یوں ہے کہ جب مسلمانوں نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو ان میں ایک خاتون ام قیس بھی شامل تھی۔ جس سے شادی کا خواہاں مکہ میں رہ گیا اور ہجرت نہ کی، اس خاتون نے شادی کے لیے ہجرت کی شرط لگائی تو وہ ہجرت کر کے مدینہ آ گیا۔ لوگوں نے اس کا نام مہاجر ام قیس رکھ دیا۔ دیگر ذرائع سے رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر ہوئی تو اس موقع پر آپ نے یہ حدیث مبارکہ بیان

فرمائی۔

دراصل انسان جب کسی کام کی نیت کرتا ہے تو اس کی ظاہری، باطنی، جسمانی، مالی، روحانی ہر طرح کی صلاحیتیں اس مقصد کے حصول کے لیے میدان عمل میں آجاتی ہیں۔ چونکہ انسان اپنے مقصد، سوچ اور نیت کی خاطر پوری کوشش کر رہا ہوتا ہے تو اس کو اجر بھی اس کی نیت کے حساب سے ملتا ہے۔

اس ساری تفصیل سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ اعمال دو طرح کے ہیں۔ جائز اور ناجائز۔ ناجائز کام ہر حال میں ناجائز اور ممنوع ہی ہے اس کے لیے نیت دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ اس کا گناہ ختم نہیں ہو گا اور ثواب کی ہرگز امید نہ رکھی جائے گی۔ اگر کوئی اس نیت سے سودی کام کرتا ہے کہ اس کی آمدن سے غریبوں کی کفالت کروں گا یا مسجد بناؤں گا تو اس پر سود کا وبال ہی پڑے گا۔ غریبوں کو دینے یا مسجد بنوانے کا کوئی اجر نہیں ملے گا، کیونکہ قرآن کریم نے سودی معاملہ کرنے کو اللہ اور رسول سے جنگ قرار دیا ہے۔ اب نیت کتنی ہی نیک اور خالص کر لی جائے اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

نیت کا اعتبار جائز اور حلال کاموں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ جائز کام کرنے والے کی نیت دیکھیں گے کہ وہ یہ کام یا عبادت کس سوچ اور نیت کے تحت کر رہا ہے پھر جیسی نیت ہو گی ویسا ہی بدلہ ملے گا۔

شرک، بدعت، بے پردگی اور شریعت کے منع کیے ہوئے کام ہر حال اور ہر نیت کے ساتھ حرام اور ناجائز ہی ہیں۔ نیت کے اچھا یا برا ہونے سے یہ جائز نہیں ہو سکتے، لہٰذا اپنے غلط کام کے جواز کے لیے اس حدیث کو پیش کرنا یا تو جہالت یا اس حدیث کی توہین کے زمرے میں آتا ہے۔

۳۔گھر والے مجبور کرتے ہیں

ایک یہ عذر تراشا جاتا ہے کہ ہمارے گھر والے نہیں مانتے، مثلاً اگر ہم پردہ شروع کر دیں تو گھر والے باتیں بناتے ہیں، منع کرتے ہیں، خاندان میں رواج نہیں ہے۔ اگر ہم اس پر عمل کریں گے تو سب سے الگ نظر آئیں گے اور خاندان و برادری سے کٹ جائیں گے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ پردہ کرنے سے خاندان یا برادری کے کٹنے کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ پردے میں رہتے ہوئے بھی خاندان والوں کے معاملات میں شامل ہوا جا سکتا ہے۔ رشتہ دار محرم اور غیر محرم دونوں طرح کے ہوتے ہیں اور دونوں طرح کے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے کا شریعت ہمیں حکم دیتی ہے۔ البتہ دونوں طرح کے رشتہ داروں سے بات چیت کرنے اور دوسرے معاملات طے کرنے کا انداز اور طریقہ مختلف ہو گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر ہم اپنے خاندان، برادری یا گردو پیش میں کوئی کام خلاف شریعت دیکھیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں کسی مسئلے کی صحیح سمجھ عطا فرما دیں تو اس پر عمل کرنے کے لیے یا دوسروں کو اس کی دعوت دینے کے لیے شریعت ہمیں حکمت، تدبر اور مصلحت کا راستہ دکھاتی ہے۔ فوراً ہی دوسرے پر کافر، مشرک، بدعتی اور بے دین ہونے کا فتویٰ نہیں لگانا چاہیے بلکہ دلیل سے اسے قائل اور حکمت سے اسے دین کی طرف مائل کریں۔ خواتین اپنے گھر والوں سے اپنی بات منوانے کا ڈھنگ اچھی طرح جانتی ہیں۔ لہٰذا وہ نیکی کے کام پر گھر والوں کو قائل کریں۔

تیسری بات یہ ہے کہ ہمیں والدین اور بڑوں کا احترام پوری طرح کرنا ہے۔ ان کے تجربات اور رہنمائی کی روشنی میں چلنا ہے، لیکن دین کے معاملے میں بات اللہ اور اس کے رسول کی ہی ماننی ہے۔ مشرکین مکہ کو جب توحید کی دعوت دی گئی تو

انھوں نے اس دعوت کو نیا اور اجنبی قرار دیتے ہوئے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور باپ دادا کے طریقوں کو بطور دین کے اختیار کرنے کا اعلان کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس رویے کو غلط قرار دیتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴾

”اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے نازل کردہ قانون اور رسول کی طرف آؤ تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لیے تو بس وہی طریقہ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے کیا یہ اپنے باپ دادا کے طریقے پر ہی چلیں گے۔ خواہ وہ کچھ نہ جانتے ہوں اور صحیح راستہ کی انہیں خبر ہی نہ ہو۔“ (المائدۃ:۱۰۴)

خاندان کے صرف وہی طور طریقے قابل قبول ہیں جو شریعت کے مطابق ہیں۔ غیر شرعی طریقوں سے خود بھی بچنا ہے اور ان کے ساتھ نیکی کرتے ہوئے حکمت و دانائی کے ساتھ انہیں بھی بچانے کی کوشش کرنا ہے۔ یہاں پر یہ قاعدہ سامنے رکھنا چاہیے: لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق [1]

”خالق (اللہ) کی نافرمانی کرتے ہوئے مخلوق کی اطاعت نہیں ہو سکتی۔“

لہٰذا گھر والوں اور شوہر کی وہی باتیں مانی جائیں گی جو شریعت کے مطابق ہیں۔ ان کے کہنے سے کوئی غیر شرعی کام جائز اور حلال نہیں ہو سکتا۔ چھوٹی بچیاں تو غیر مکلف ہیں، لیکن بالغ خواتین کو اپنے اعمال کا خود حساب دینا ہوگا۔

۴۔ بعض دیگر مجبوریاں

بسا اوقات خواتین کو ملازمت کے لیے باہر نکلنا پڑتا ہے۔ اس صورت میں بہت سی شرعی باتوں پر پوری طرح عمل نہیں ہو پاتا۔ اس نوعیت کی مجبوری میں کچھ رعایت

---

۱ مسند احمد: ۱۰۴۱، صحیح الجامع: ۷۵۲۰

ہونی چاہیے۔

اس بارے میں **پہلی بات** تو یہ ہے کہ قرآن مجید نے عورت کو گھر میں ٹھہرے رہنے کا حکم ہے۔ اس کا اصل مقام گھر ہے۔ گھر سے باہر نکلنے کی کوئی وجہ ہونی چاہیے۔ چھوٹی موٹی معمولی نوعیت کی چیزوں کی خریداری کے لیے بازاروں کے چکر لگانا درست نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ملازمت کرنے والی خواتین کو یہ دیکھنا ہے کہ ان کی ملازمت کس نوعیت کی ہے۔ دین کی نشر واشاعت کے لیے، تعلیم و تعلم کے لیے، علاج معالجے کے لیے، اس نوعیت کا کوئی جائز مقصد ہو تو ملازمت کرنا حرام نہیں ہے بلکہ شرعی حدود کے پابندی کے ساتھ نیت اچھی ہونے کی صورت میں اس پر اجر ہے۔

اگر مقصد پیسہ کمانا اور معیار زندگی بلند کرنا ہے پھر ملازمت میں شرعی قوانین کا لحاظ بھی نہ رکھا جائے تو اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ کسی خاتون کا ٹریفک وارڈن بھرتی ہو کر چوک میں کھڑے ہو جانا سراسر حرام ہے۔ معیار زندگی کی بہتری تو ایسا دھوکہ ہے جس کا کوئی علاج نہیں، کیونکہ بہترین معیار زندگی کی تعریف کرنا ناممکن ہے۔ کسی بھی معیار کو مثالی اور آئیڈیل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس کی کوئی آخری حد نہیں ہے۔ کسی بیوہ، غریب اور مسکین عورت کا ضروریاتِ زندگی مہیا کرنے کے لیے کام کاج کے لیے نکلنا استثنائی صورت ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اگر عورت کو کسی مجبوری کے تحت باہر نکلنا پڑتا ہے یا ملازمت کرنا پڑتی ہے اور اس میں کچھ باتیں غیر شرعی بھی ہیں تو اسے چاہیے کہ وہ مجبوری کو مجبوری کی حد تک رکھے۔ غیر شرعی امور کو جائز اور حلال نہ جانے۔ اس کی قباحتوں کو ممکن حد تک کم کرنے کی کوشش کرے۔ جان بچانے کے لیے مردار کھایا جا سکتا ہے، لیکن اس سے یہ حلال نہیں ہو جاتا۔